اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارھویں اسمبلی /ساتواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 3/ستمبر 2024ء بمطابق ۲۸/صفر المظفر ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 3 ستمبر 2024ء بمطابق ۲۸ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03:30 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَاِنَّ مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَمَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِمۡ خٰشِعِیۡنَ لِلّٰہِ ۙ لَا یَشۡتَرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ اٰل عمران آیات نمبر ۱۹۹ اور ۲۰۰﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اور کتاب والوں میں بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اُترا تمہاری طرف اور جو اُترا اُن کی طرف، عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا یہی ہیں جن کے لئے مزدوری ہے ان رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب ۔ اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نوابزادہ طارق خان مگسی صاحب، میر شعیب نوشیروانی صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، میر ظفراللہ زہری صاحب، جناب عبید گورگیج صاحب، میر جہانزیب خان مینگل صاحب، اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد۔

اس قرارداد پر بحث کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں: جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، محترمہ مینا مجید بلوچ صاحبہ، میر اصغر رند صاحب، جناب علی مدد جتک صاحب، جناب محمد زرین خان مگسی صاحب، محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، اسفند یار خان کاکڑ صاحب، فرح عظیم شاہ صاحبہ، نور محمد دمڑ صاحب، سلیم احمد کھوسہ صاحب۔ اِن کے علاوہ باقی جو اراکین ہیں مشترکہ مذمتی قرارداد پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ جی جناب بخت محمد کاکڑ صاحب!

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر امور حیوانات وڈیری ترقی): شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے آج اس اہم مذمتی قرارداد پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! 25 اگست کی شب بلوچستان کے طول وعرض میں بلوچستان کی مختلف شاہراہوں پر دہشتگردوں نے جوخون کی ہولی کھیلی، اس سفاکیت اور بربریت سے جس ظلم سے مختلف مسافر بسوں سے ٹرکوں سے پرائیویٹ گاڑیوں سے، مختلف پاکستانیوں کو جن میں اکثریت پنجابیوں کی تھی اُن کو چُن چُن کر اُنکے اپنے بچوں کے سامنے، اپنی فیملی ممبرز کے سامنے گاڑیوں اور بسوں سے اُتارا گیا اور انتہائی بیدردی سے انتہائی ظلم سے ان معصوم اور نہتے مسافروں کو قتل کیا گیا۔ آج اس بزدلانہ، دہشتگردانہ کارروائیوں کی نہ صرف میں مذمت کر رہا ہوں بلکہ یہ ایوان پورا بلوچستان اور پورا پاکستان اِن کی بھرپور الفاظ میں مذمت کر رہا ہے۔ جناب اسپیکر! 25 اگست کی شب باقاعدہ ایک منظّم اور سوچی سمجھی سازش کے تحت فیڈریشن کے خلاف اور جو federating units ہیں اور اِن federating units میں رہنے والے جو برادر اقوام ہیں اور اِن کے درمیان جو ریاست پاکستان اور پاکستان کا لفظ ایک bound ہے اُس bound کو توڑنے کی کوشش کی گئی، اُس bound کے خلاف سازش کی گئی کہ جو ریاستی اکائیاں ہیں اُن میں جو برادر اقوام رہتے ہیں اُن لوگوں کو آپس میں دست وگریبان کیا جائے۔ جناب اسپیکر! ہم الحمدُ للہ مسلمان ہیں ہمارا مذہب ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ ایک معصوم شخص کے قتل کو۔ اور اگر آپ ایک جان بچاتے ہیں تو ہمارا مذہب اُس کو پوری

انسانیت کے بچانے سے تعبیر کرتا ہے۔اور ہم یہاں رہنے والے پشتون، بلوچ، ہزارہ، پنجابی، یہاں ہم رہ رہے ہیں تو کس مذہب اور کس قانون میں یہ لکھا ہے کہ آپ اس طرح مسافروں کو مزدوروں یا وہ لوگ جس کو constitution یہ right دیتا ہے free movement کا، آپ اُن کو بسوں سے اُتار کے قتل کرتے ہیں۔ کہاں گئیں ہماری روایات اگر ہم روایات کی بات کرتے ہیں پشتون بلوچ روایات کی بات کرتے ہیں تو آپ بلوچ، پشتون تاریخ اُٹھا کر دیکھیں کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ہے ہم تو مظلوموں کو پناہ دینے والے لوگ ہیں۔ ہمارے آباؤ واجداد یہاں اُن کی custody میں یا اُس کے پاس جو بھی کوئی آتا تو وہ اپنے آپ کو secure feel کرتا، اُس کو یہ پتہ تھا کہ پہلے اگر جس کے گھر میں مہمان ٹھہرا ہوتا وہ میزبان کہتا تھا کہ پہلے مجھے گولی مارو پھر مہمان کو، لیکن آج وہ لوگ جو دعویٰ کر رہے ہیں حقوق کے تو میں اُن سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا طریقہ ہے آپ باقاعدہ معصوم لوگوں کو جو یہاں مزدوری کے لیے آئے ہیں، کوئی یہاں کاروبار کے لیے آیا ہے، کسی نے کہیں پر جانا ہو۔آپ اس لیے یہ کرنا چا رہے ہیں کہ ہمارے ہزاروں لاکھوں مزدور لوگ پنجاب اور سندھ میں بزنس کر رہے ہیں، باقی صوبوں میں بزنس کر رہے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ بلوچوں اور یہاں کے رہنے والے باقی لوگوں پر آپ دروازے بند کرنا چاہتے ہیں، آپ اُن کا معاشی قتل کر رہے ہیں۔ظاہر بات ہے کب تک یہ چلتا رہے گا، کب تک یہاں سے پنجابیوں کی لاشیں جائیں گی اور کیا وہاں سے reaction نہیں آئے گا؟ آج وہاں ہمارے پنجاب میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہوٹل اور انڈسٹریز سے منسلک ہیں، آج وہ خوفزدہ ہیں وہاں کچھ لوگ شرارت کر کے وہاں خرابیاں اسی بنیاد پر بنانا چاہتے ہیں۔تو آپ بلوچستان کے لوگوں کا معاشی قتل کرنا چاہتے ہیں، اور یہ ایک سازش تھی کہ بلوچستان کے لوگ جو محنت مزدوری وہاں کر رہے ہیں اور آپ اُن کی وہ مزدوری بھی وہاں ختم کرنا چاہتے ہیں اور تو آپ کچھ نہیں کر سکتے۔دوسری اہم بات آپ اُن غریبوں کے ٹرک اور گاڑیاں جلا رہے ہیں یعنی ایک ٹرک خریدنے کے لیے ان غریبوں نے ان کی تین تین نسلوں نے محنت کی ہوگی پھر جا کے کسی نے ٹرک لیا ہے اپنی محنت مزدوری کے لیے۔آج آپ دو سیکنڈ میں آگ جلا کے یہ بلوچستان کے وسائل کو لے جا رہے ہیں بلوچستان fruit basket ہے آپ کے سیب یہاں کے باغبانوں کے سیب آپ جلا رہے ہیں، آپ اُس کو وسائل کا نام دے رہے ہیں۔ یہاں کا آلو پنجاب جا رہا ہے یہاں تو مارکیٹ ہی نہیں ہے یہاں تو اتنا consumption ہی نہیں ہے۔تو ظاہری بات ہے باقی صوبوں کی جو منڈیاں ہیں ہمارا سارا فروٹ وہاں جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: تھوڑا سا ٹائم کا خیال رکھیں بخت صاحب، اسپیکرز بہت زیادہ ہیں ہر ایک بندہ within 10 minutes۔

وزیر امور حیوانات وڈیری ترقی: سر! یہ important قرارداد ہے بات تو کرنی پڑیگی۔

جناب اسپیکر: جی، جی پلیز کریں۔

وزیر امور حیوانات وڈیری ترقی: اگر صرف مذمت کرنی ہے تو پھر ہم نے مذمت کر لی ہے۔ لیکن ہم اس پر جب تک سر! ہم debate نہیں کریں گے discussions نہیں ہوگی۔ ہمارے ہاں بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان میں اس وقت جو ایشوز چل رہا ہے اس پر ہم discussion کرنے سے ڈرتے ہیں discussion ہمارا constructive اس پر intelligentia ہماری politicians ہمارے جرنلسٹ کہ جب تک ہم اس پر discussion نہیں کریں گے open discussion نہیں کریں گے، ہمارے لوگوں کو جس طریقے سے انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو خصوصی طور پر جس طریقے سے ہمارے فالٹ لائنز کو جو poverty ہے یہاں in balance development ہوئی ہے۔ یہاں غربت زیادہ ہے ایجوکیشن اور ہیلتھ کی وہ facilities نہیں ہیں ان فالٹ لائنز کو باقاعدہ ایک منظم طریقے سے exploit کر کے ہماری نوجوان نسل کو گمراہ کیا گیا ہے اور گمراہ کیا جا رہا ہے۔ غلط راستے پر ڈالا جا رہا ہے اور ان سب چیزوں کا ذمہ دار ریاست کو گردانا جا رہا ہے۔ تو اس کے لیے ہمیں مختلف فورمز پر ہم سب کی ذمہ داری یہ ہے کہ مختلف فورمز پر ہم بلوچستان کے ایشوز صرف یہ نہیں ہیں بلوچستان کے ایشوز میں ایک بڑی contribution جب بھی ہم بات کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار وسائل اس ملک میں دیئے ہیں، ہمارا بہت بڑا سائل ہے لیکن ان وسائل کے ساتھ آپ کی جو geo strategic position ہے اُس کی وجہ سے بھی بلوچستان پیچھے رہ گیا ہے اُس کی وجہ سے بھی آج بلوچستان میں امن و امان کے ایشوز ہیں۔ آپ تاریخ اٹھا کے دیکھیں کہ جتنے بھی اس سے پہلے سپر پاور رہے ہیں Empire رہے ہیں Alexander the Great سے لے کر کے مغل Empire اُس کے بعد جب آپ سویت یونین وار اور کولڈ وار اس ریجن میں یہ ساری جو پنجہ آزمائی ہوئی ہے وہ اس ریجن میں ہوئی ہے اور اس کا impact بلوچستان پر ہے اور اس وقت جو regional instability ہے ہمارے ہمسایہ مما لک ہیں خصوصاً آپ کا ایران جو conflict چل رہا ہے آپ کا سی پیک جو چائنا کا پروجیکٹ ہے ون بیلٹ ون روڈ اس پر ظاہر بات ہے کہ اگر چائنا grow کرے گا یہاں بلوچستان میں ترقی آئے گی بلوچستان epicenter ہوگا ساری business activities کا تو بلوچستان ترقی کرے گا اب مختلف انٹرنیشنل پلیئرز وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان ترقی کرے اور جو سی پیک ہے وہ کامیاب ہو۔ سی پیک صرف ایک انفراسٹرکچر پروجیکٹ نہیں ہے کہ انفراسٹرکچر تو کل میں اپنے colleague کو سن رہا تھا ایشوز ہیں مسائل ہیں میں بالکل آج ہمارے نوجوان جذباتی بھی ہیں اور مایوس بھی ہیں۔ لیکن وہ سسٹم سے مایوس ہیں وہ بیڈ گورننس کی وجہ سے مایوس ہیں وہ ان unemployment کی وجہ سے مایوس ہیں۔ کہ اس سے پہلے جو حکومتیں آئی ہیں اُنہوں نے ان چیزوں پر کام نہیں کیا ہے آپ کی گورننس بہتر ہوگی آپ کا

ہیلتھ ایجوکیشن سیکٹر بہتر ہوگا۔ تو پھر نوجوانوں کو آپ skill کریں گے نوجوانوں کے لیے employment opportunities بنائیں گے اُن کو باہر بھیجیں گے۔ پھر میرے خیال میں بلوچستان کے لوگ بلوچستان کے نوجوان جتنے محبِّ وطن ہیں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے لیے ہمیں آگے آنا ہوگا ہمیں بات کرنی ہوگی خاموش رہنے سے صرف مذمت کرنے سے میرے خیال میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ہم مذمت کریں گے ہمیں کھڑا ہونا ہوگا ہمیں اُن تمام لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ہوگا ان تمام facts and figures کو۔ لیکن اگر ہمیں خود ان چیزوں کا ادراک نہ ہوں اور ہم صرف ان تمام چیزوں کو لا کے ایک چیز پر مرکوز کردیں پھر ہم اس ایشو کو resolve کرنا یقیناً پھر ہمارے لیے مسائل ہوں گے۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ اس وقت بلوچستان کا جو ایشو ہے Political parties they must their rolls کل ہمارے ایک colleague نے کہا کہ یعنی جب تک آپ کو پبلک سپورٹ نہیں ہوگی آپ اپنی سیکورٹی فورسز کو چوکیدار کے نام سے پکاریں گے پھر اُن کا moral کہاں ہوگا آپ کی پبلک سپورٹ اُن کے ساتھ ہو پھر میں دیکھتا ہوں یہ تو آج ہمیں پتہ نہیں ہے ہم اُن واقعات کی مذمت کررہے ہیں وہ واقعات جن کو ہماری intelligence نے ہماری سیکورٹی فورسز نے intelligence base پر وہاں فزیکلی آپریشن کر کے روکا ہے اُن کا تو ہمیں پتہ ہی نہیں ہے ہم ڈائریکٹ آپ سے آج یہ کہتے ہیں کہ فلاں نے کیا کیا۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ آپ اپنی لیویز کے ساتھ کھڑے ہو جائیں آپ اپنی پولیس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں آپ اپنی پیراملٹری فورسز کے ساتھ کھڑے ہوں میں دیکھتا ہوں کہ پھر کیا نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو اپنے نظام پر اپنی فورسز پر trust ہی نہیں ہے ایک responsible position پر ہوں کہ آپ اس انداز میں اس attitude سے بات کریں گے تو آپ representative ہوں۔ لوگ آپ کی بات کو سمجھتے غور سے دیکھتے ہیں پھر ان کا opinion بنتا ہے۔ لہٰذا آج ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے کہ ہم ایک شخص جو اس دھرتی کی خاطر سات آٹھ گھنٹے ایک جگہ پر کھڑا ہو کے وہاں آپ کی چوکیداری کررہا ہے آپ پھر بھی کہتے ہیں کہ چوکیدار نے کیا کیا۔ آپ دیکھیں statistics اٹھا کے دیکھیں ساڑھے تین سو سے زیادہ ہماری لیویز فورس کے اہلکار شہید ہوئے کیا ان کے بچے نہیں ہیں کیا یہ جو feeding hands ہیں ان کے گھر کا کیا بنے گا۔ ہم ذاکر شہید کے گھر گئے فاتحہ خوانی کے لئے یہ ہمارے اُس نوجوان کے گھر کو دیکھیں یعنی وہ فیملی ابھی take off کررہی تھی financially اُس کے دو بھائی باہر پڑھ رہے ہیں۔ آج ذاکر شہید ہوا اُس کی فیملی shutter ہوگئی اُس کے بھائی کو اب کہاں سے سپورٹ ملے گی کہ وہ پڑھ لیں۔ تو میں شکریہ ادا کرتا ہوں سی ایم بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب کا کہ اُنہوں نے ان تمام جتنے بھی ہمارے سویلین شہداء ہیں اُن کی فیملی ممبرز کو بلوچ پاکستان میں پاکستان کے باہر جہاں وہ پڑھنا چاہیں اُن کے لیے شہید بینظیر اسکالرشپ کا اعلان کیا ہے یقیناً اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ مجھے

وہاں وہ یاد آیا کہ انکو یہ سپورٹ چاہیے ہم یہاں ہوں یا نہ ہوں یہ اُس فیملی کو ملے گی جس نے اپنے بچے کو یعنی اگر آپ اُس کے والد صاحب کو دیکھیں اس عمر میں والدین جب محنت کر کے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ اس غربت میں کہ کل میرے گھر کا سہارا بنے گا آپ اُس سہارے کو بیدردی سے چھین لیتے ہیں اور اس کو آپ حقوق جنگ کا نام دیتے ہیں۔ ابھی ہم ایک جنازہ پڑھ کے آئے یعنی اُس کی age کیا تھی کہ آپ اس لئے اس کو مار رہے ہیں کہ وہ پولیس میں اور پھر بھی ہم اُن لوگوں کو سپورٹ کریں اگر ہم نے اپنا رویہ نہیں بدلا ہم نے صحیح کو صحیح غلط کو غلط کہنا شروع نہیں کیا پھر ہم آگے نہیں جا سکتے۔ ہمیں یہ attitude change کرنا پڑے گا یہ وقت کی ضرورت ہے۔ آپ خود بتائیں کہ ہمارے یہاں سینئر ساتھی بھی بیٹھے ہیں موجودہ گورنمنٹ میں سی ایم صاحب نے کئی مرتبہ واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ ہم ہر قسم کے مذاکرات کے لیے تیار ہیں تو جب آپ مذاکرات ہی نہیں کرنا چاہتے آپ بات ہی نہیں کرنا چاہتے تو پھر گورنمنٹ کے پاس جو بھی وہ ہے ظاہر بات ہے اُس نے تو اس طریقے سے اپنے عوام کو نہیں چھوڑنا۔ لہٰذا میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا باتیں تو بہت زیادہ ہیں میں نے کرنی بھی تھیں اس پر discussion بھی کرنی تھی۔ speakers زیادہ ہیں میں ایک مرتبہ پھر سی ایم بلوچستان کے جو تاریخی الفاظ تھے جس موقع پہ کہے اور جو آگ دہشت گرد لگانا چاہتے تھے کہ جو federating units میں رہنے والے اقوام اُس وقت سی ایم صاحب نے جو تاریخی الفاظ کہے کہ کسی بلوچ نے کسی بلوچ کو نہیں مارا کسی بلوچ نے کسی پشتون کو نہیں مارا کسی بلوچ نے کسی پنجابی کو نہیں مارا بلکہ دہشت گردوں نے پنجابیوں کو بلوچوں کو پشتونوں کو this is the attitude یہ بات ہے اگر ہم اس طریقے سے بات کریں گے تو پھر ہمارے نوجوانوں کو سمجھ آئے گی۔ ہمارے نوجوان مایوس ہیں ہم اُن کی مایوسی کو ختم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آج 30 ہزار لوگ ٹیکنیکل ایجوکیشن لے کر کے skilled ہو کر سی ایم بلوچستان کا جو initiative ہے جب آپ کے 30 ہزار خاندان skilled ہوں گے اور اُس کے بعد وہ باہر جا کے کمائیں گے اُس سے بلوچستان کا بھی فائدہ پاکستان کا بھی فائدہ remittance کی مد میں پیسے آئیں گے these are the initiatives آپ practically کام کریں گے اگر یہ کام آج سے 15 یا 20 سال پہلے شروع ہوتے۔ آج حالات تبدیل ہوتے آج ہم نے ذاتی اور پسند ناپسند کو چھوڑ کے ہم سب کو چاہیے جس پولیٹیکل پارٹی سے ہم تعلق رکھتے ہیں اگر ہم بلوچستان اور پاکستان کے خیر خواہ ہیں اپنے political capital laws کو چھوڑ کے اگر ہم اس معاملے کو سیاست کی نذر نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بہت آسانی سے حل ہونے والا مسئلہ ہے۔ اُن hardcore terrorist ہیں اُن کے خلاف آسانی سے ہماری ملٹری فورس میں وہ طاقت ہے وہ fully equipped ہے یہاں تو کچھ کالعدم تنظیمیں ہمارے پاس مثال tamil tigers کی protest movement سری لنکا میں اُن کی اپنی آرمی تھی اپنی گورنمنٹ تھی parallel وہ چلا رہے تھے اپنے jet تھے اُن کے

لیکن at the end ہے اُن کو main stream میں آنا پڑا وہ سیاست میں آئے تو آج بھی solution یہی ہے کہ اگر بلوچستان کے ہم غم خوار ہیں آئیں الیکشن میں حصہ لیں democratic process میں حصہ لیں بلوچستان کو بنائیں ہم سے نہیں بنتا اس سے پہلے جو ہمارے ہم سے پہلے آئے تھے ان سے نہیں بن رہا capability بالکل بنائیں۔ ہمیں خوشی ہوگی اور جمہوریت ہی اس کا واحد حل ہے احساس محرومی ہم نے اس کو کبھی address ہی نہیں کیا ہے۔ ہم نے اپنے نوجوانوں کو engage ہی نہیں کیا ہے engage کریں گے تو ان کو پتہ چلے گا۔ تو اس engagement کے لیے میری سی ایم صاحب سے درخواست ہوگی کہ ہمارے جتنے بھی educational institutions ہیں ہماری جتنی بھی تنظیمیں ہیں students organizations ہیں mass level پر خصوصاً نوجوانوں کے ساتھ جو ہمارے 65 پرسنٹ ہیں بلکہ بلوچستان میں زیادہ ہوگی تو اُس کو address کرنے کے لیے میں خود تیار ہوں باقی ساتھی بھی تیار رہیں ہر پارلیمنٹرین اپنے علاقے میں اپنا رول ادا کریں تو میں کہتا ہوں کہ حالات بہت جلد change ہو جائیں گے Thank youvery much

جناب اسپیکر: thank you. جی اصغر رند صاحب۔

میر محمد اصغر رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ یہ جو واقعہ 26 اور 27 تاریخ کو ہوا ہے۔ اس میں ہمارے نوجوان ڈی سی پنجگور ذاکر بلوچ صاحب اور ہمارے ایم پی اے رحمت بلوچ کے بھائی ڈسٹرکٹ چیئرمین عبدالمالک بلوچ زخمی ہوا اور ڈی سی ذاکر بلوچ شہید ہوا اور باقی پورے بلوچستان میں جس طریقے سے دہشتگری کا جو عالم تھا۔ جناب اسپیکر! اِن کے اسباب ہیں اِن کی وجہ ہے۔ صرف ہم یہاں آکر مذمت کریں گفتاً۔۔۔ اسطرح تو نہیں ہے ایک سبق جو ہمارے نوجوانوں مختلف یونیورسٹیوں کالجوں میں لاسٹ 70 سال سے پڑھایا جارہا تھا۔ کبھی سویت یونین کے خاطر کبھی افغان انقلاب کے خاطر کبھی پنجاب کے خلاف کبھی آپس میں نفرت کرنے کے لئے۔ تو اثبات اور وجہ یہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایک منافقت کی سیاست تھی۔ جو شور واد کیا گیا تھا اگر اُن حقائق کو ہم نہیں دیکھیں بقول مرزا غالب کے ''بازیچہ اطفال ہے۔ دُنیا ہمارے آگے ہوتی ہے تماشا شب وروز میرے آگے''۔ یہ حقائق ہیں اگر اِن کو ہم یہ بات مقدس ادارے میں لے آئیں کہ وہ پارٹی۔۔ ماضی میں کیا سبق دیتے تھے ہمارے نوجوانوں کو یہ وہی بیج جو آج کل کر بڑے ہوگئے ہیں یہ انہی کا رزلٹ ہے۔ یہ وہی سرکلز ہیں۔ اُن پارٹیوں کا نام لینا مناسب نہیں ہے آج بھی اُن کا رول دیکھیں اسمبلی میں کیا بولتے ہیں۔ چوکوں پر کیا بولتے ہیں، اور اسپیشلی سوشل میڈیا میں ہم اُن کے ورکروں کے دیکھیں۔ اُن کے بیانات اُن کی ٹوئیٹ فیس بک میں whatsapp میں اُن کے ورکر کیا بول رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہاں سے مراعات لیتے ہیں۔ اسلام آباد میں مراعات لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ منافقت کی سیاست ہے۔ یہ بلوچ کے خیرخواہ

نہیں ہوتے ہیں۔میرے پاس ایک ریکارڈ ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچی دُنیا ایک رسالہ ہوتا تھا۔ چاکر خان اور اُس کا بھائی اختر بلوچ نکالتے تھے۔اگر یہ بلوچ کی بات کرتے ہیں تو بلوچستان میں جتنے بلوچ ہیں۔اِن سے دو گُنا سندھ میں ہے ۔اور تھری گُنا پنجاب میں ہے، بلوچستان کے بلوچوں سے پنجاب کے بلوچ تو زیادہ ہے۔اگر وہ بلوچی نہیں بولتے ہیں۔صر ف اپنے آپکو آگے لانے کے لئے ایک نعرہ استعمال کیا گیا، کہ بلوچ، بلوچیت، قوم پرست میں اِن کو دعوت دیتا ہوں۔اِن دہشتگردوں کو یا اُن کے جو ترجمان ہے۔یا اُن کو سکھانے والا اگر لڑنا ہے۔پنجاب کے اُن سرمایہ کاروں کیخلاف لڑیں، بلو چستان کے اُن سرمایہ کاروں کے خلاف لڑیں، سندھیوں کے اُن سرمایہ کاروں، یا پشتنوں کے اُن سرمایہ کاروں کے اُن لوگو ں۔۔۔ نیچے والوں کی حقوق ضبط کیا ہوا ہے۔کافی عرصے سے اُن کے اُوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔یہاں پنجابی کا کیا قصور ہے۔ آپ جائیں لاہور کے آس پاس آپ کو پتہ چلتا ہے۔تو ہمارے گاؤں سے زیادہ اُن کی بدحالی ہے۔اگر وہ شاہ حال ہوتے تو ہمارا اہاں مزدوری کے لئے نہیں آتے دن رات محنت نہیں کرتے درزی گری، اجامی یا دوسرے اس طرح کے وہ کام نہیں کرتے تو آپ اسلا آباد میں جائیں۔اسلام آباد کے آس پاس آپ کو بلوچستان جیسا ماحول ملے گا۔اس کا مطلب ہے کہ پورے ملک کا ایک ہی حال ہے ڈویلپمنٹ کا یہاں صرف کچھ جو گروپ ہیں وہ صرف اپنے آپ کو آگے لانے کے لئے لوگوں کو ورغلاتے ہیں۔اسپیشلی ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں جو ہمارے کالجز میں ہماری یونیورسٹیوں میں آج کل ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں اُن کو گرین واچ کرتے ہیں۔اصل چیز تو یہی ہے اِن کی ہم تھوڑی صحیح طریقے سے ریسرچ کرلیں۔یہ نمائندوں کی ذمہ داری بنتی ہے کیا ہم اُن صحیح صورتحال اُن کو بتادیں۔اس طرح نہیں ہے کہ آج کل سوشل میڈیا ہے صرف ایک چوک پر آپ جلسہ کرتے تھے کہ پنجاب ہمارا دُشمن ہے۔اُس طرح کا نہیں ہے برائے مہربانی یہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے جو جتنے بھی ہیں وہ منافقت کی سیاست چھوڑدیں۔صحیح ایک سیاست ہے اپنے علاقے کی ڈیویلپمنٹ کے لئے اپنے علاقے کی ایجوکیشن کے لئے، روڈ سیکٹر کے لئے، روزگار کیلئے، ٹھیک ہے جو ہوگیا سو ہوگیا۔لیکن آج بھی ہوش کے ناخُن لیں۔اس سے میں یہی سمجھتا ہوں یہ جو دہشتگردی ہے اس میں بلوچ کا فیوچر روشن نہیں ہے۔اس میں آپ اس کی بزنس۔۔۔ کو آپ اس کی ڈیویلپمنٹ کو آپ اس کی ایجوکشن کو ہر چیز کو روک رہے ہیں۔تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو چیز جو آپ کے ماضی میں ہو ٹھیک ہے۔لیکن آگے ابھی تو سوچو دُنیا کہاں پہنچ گئی ہے۔ٹیکنیکل دور ہے سوشل میڈیا کا دور ہے۔ابھی آپ ایک چوک پر بیٹھ کر چار تقریر کرتے تھے۔یہاں میں سمجھتا ہوں کہ قوم پرستی کا سوال نہیں رہتا ہے جہاں آپ قوم پرستی کی سیاست کرکے یہاں اسلام آباد میں کہاں بیٹھتے ہیں تو پراویشنل میں کہاں بیٹھتے ہیں۔پھر یہی بڑی پارٹیاں پیپلز پارٹی، پی ٹی آئی، مسلم لیگ ن، اِن کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔تو بہتر نہیں ہے کہ دو ہی راستے ہیں یا قومی دہارے میں شامل ہو کر بڑی پارٹیوں کے ساتھ آجائیں۔یا صاف صاف بتادیں کہ اِس ملک کو یا اسٹیٹ کو نہیں مانتے ہیں دوسرا راستہ وہ ہے۔یہ

درمیان والا راستہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر اس میں دیکھ لیں۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you جناب علی مدد جتک صاحب۔

جناب علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے ایک اہم مذمتی قرارداد پر موقع دیا جس طرح کہ میرے دوستوں نے فرمایا۔ کہ 25 اگست کو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں جو پاکستانیوں کے ساتھ جس طرح بزدلانہ ایک تنظیم جو آزادی کے نام پر اپنے آپ کو بنایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل مذمت بھی ہے۔ اور ان کے خلاف اپنے آپ کو اس اسمبلی میں بیٹھے اس اسمبلی کی گیلری میں بیٹھ کے مہمان ہو قلم کار ہو، میڈیا سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے بیٹھ کے اِن کے خلاف ایک ایسا بنانا چاہئے کہ اس طرح کی حرکت کر کے پاکستانیوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا وہ قابل مذمت ہے۔ جناب اسپیکر! بلوچ ہو، پشتون ہو، سندھی ہو، پنجابی ہو، ہزارہ ہو، ہمارے رسم رواج قبائیلیت، ایک دوپٹہ کھینچنے پر کتنے ہم واویلہ مچاتے ہیں۔ مگر اُس ماں سے پوچھو اُس بی بی سے پوچھو جن کے چھوٹے چھوٹے دو بچے اُن کے شوہر اُٹھا کے اِن بچوں کے اور ان کی بیوی کے سامنے گولیاں مار کے شہید کیا گیا یہ کہاں کی بلوچیت ہے۔ اُس میں دو ڈرائیور پشتون تھے۔ میں پشتون، بلوچ، سندھی، پنجابی ہزارہ کی بات نہیں کرتا ہوں۔ میں پاکستانی کی بات کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے جناب اسپیکر صاحب! ماہل کی فیملی وہ انتہائی شریف اور سیاسی لوگ ہیں مگر اِن دہشتگردوں نے ماہل بلوچ کو ورغلا کے دہشتگردی کا ایندھن بنایا گیا۔ ہم کیا کر رہے ہیں صوبائی حکومت یا پاکستان کی حکومت کہ بلوچستان میں رہنے والے بلوچ، پشتون، سندھی، پنجابی، ہزارہ۔۔۔ ہم اُن کو حکومت بلوچستان کے خرچے پر شہید محترمہ بینظیر بھٹو اسکالرشپ پر باہر بھیج کے بلوچستان کے لئے ایک قابل افسر ایک قابل ڈاکٹر، ایک قابل پروفیسر بنانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف اِن بچیوں کو دہشتگردی کا ایندھن بنایا جا رہا ہے۔ کیا وہ بلوچ کے خیر خواہ ہیں۔ دوسرا جناب اسپیکر! لندن اور سوئٹزرلینڈ کے ٹھنڈی ہواؤں میں ٹھنڈے ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کے اور بلوچیت کا دعویٰ کرنا اور بلوچستان میں فسادات برپا کرنا بلوچستان میں اُس غریب کو جو آپ کا مہمان بن کے آ رہا ہے، کہاں گئی ہماری مہمانی؟ پھر ہمارے دوست ہمارے ساتھی میٹنگوں میں کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ابھی مذاکرات نہیں ڈنڈا۔ مگر یہاں بولتے ہیں، ناراض بلوچ۔ یہ کونسی ناراضگی ہے؟ آپ ہماری پولیس کو مار رہے ہیں شہید کر رہے ہیں، آپ ہمارے ایف سی کے جوان کو مار کے شہید کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے DC کو مار کے شہید کر رہے ہیں، آپ ہمارے تاجر کے ٹرک جلا رہے ہیں، آپ ہمارے اسکول جلا رہے ہیں۔ آپ ہمارے پروفیسر کو مار رہے ہیں، پھر کہتے ہیں ناراض ہیں۔ ناراض ہو جاتے ہیں باہر جاتے ہیں پکڑ کے ہم لے آتے ہیں ناراض گیلو صاحب ہوتے ہیں پکڑ کے لاتے ہیں۔ اس کو بولتے ہیں سیاسی ناراضگی۔ یہ کونسی ناراضگی ہے کہ آپ ہماری پولیس کو مار رہے ہیں۔ آپ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ایجوکیشن کا انقلاب آئے۔

آپ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو۔آپ نہیں چاہتے ہیں کہ کوئٹہ کا علاقہ سریاب ترقی کرے۔تو آپ بتائیں کہ ہم خیرخواہ ہیں یا آپ خیرخواہ ہیں۔ جناب اسپیکر! ابھی ہم نے آپ نے یہاں بیٹھے تمام دوستوں نے ایک پرانی کہاوت ہے کہ ''شَف شَف کو چھوڑ کے ہمیں شفتالو'' بولنا ہیں۔ ہمارے بچوں کی تعلیم تباہ ہو رہی ہے۔آج وہ بلوچ جو بلوچستان سے زیادہ پنجاب میں آباد ہیں آج وہ بلوچ جو بلوچستان سے زیادہ سندھ میں آباد ہیں آج وہ پشتون جو ہمارے آپ کی خاطر جا کے پنجاب میں اپنے بچوں کی روزی روٹی کمانے کے لیے فخر سے اپنے ہوٹل پر لکھتے ہیں کہ کوئٹہ ہوٹل۔اُن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کون سا ہم پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہاں بھی بلوچ کے ساتھ وہ لوگ لڑیں۔آپ تو بلوچ کے خیرخواہ نہیں ہیں۔ سندھ میں بھی کوئی بلوچ کے ساتھ لڑیں۔آج پشتون یہاں سے جا کر وہاں کاروبار کر رہے ہیں۔ان کے ہوٹلوں کو کوئٹہ جہاں ہوٹل ہیں ان کو بھی صحیح نہیں کر رہے مگر وہ انسانی نقصان نہیں کر رہے۔ جو ہم بڑے شلواریں پہن کے کہتے ہیں کہ ہم بلوچ ہیں مگر مہمان کو اُسکی بیوی کے سامنے بندوق مار کے شہید کر دیتے ہیں یہ قابل مذمت ہے۔ درندے لوگ ہیں۔ یہ کوئی جیسا کہ سی ایم صاحب نے کہا کوئی بلوچ نہیں یہ دہشتگرد ہیں ان کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا۔ان کے ساتھ اگر مقابلہ نہیں کرو گے کل آپ کے گھر پر گھسیں گے۔کل دوسرے کے گھر پر گھسیں گے کیوں یہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے جن کو ڈالرز ملتے ہیں وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان ترقی کرے وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو ملازمت ملیں اور بلوچستان کے رہنے والوں کا احساسِ محرومی ختم ہو۔مگر جناب اسپیکر! کل ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی جو اسمبلی کے فلور پر جس طرح ہماری پاک افواج یا سیکیورٹی اداروں کے بارے میں جو لفظ استعمال کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قابل مذمت ہے۔ کہ آپ اپنی بچیوں کی شادی میں نہیں جا سکتے اپنے بیٹوں کے جنازے میں نہیں جا سکتے اور سردیوں میں گرمیوں میں مختلف علاقوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور رات کو ہم ٹانگ پر ٹانگ پر رکھ کے سو جاتے ہیں اور ہم اس پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ جب اس طریقے سے ہم اسمبلی کے فلور پر ہم اپنے اُس نوجوان پر تنقید کرتے ہیں، تو ملک دشمن تو خوش ہو جاتے ہیں کہ واہ بلوچستان کی اسمبلی میں آپ کے وہ سپاہی وہ نوجوان جو اپنی نیندیں حرام کرتے ہیں ہم اُس پر تنقید کریں گے تو خاک آپ اپنے گن مین پر اگر تنقید کرو گے ناں کل وہ بولے گا چھوڑ و یار اس کو جو بھی مارے گا میرا کیا کام ہے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! میں چاہتا ہوں ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب نے اس اسمبلی میں میں سمجھتا ہوں چھ دفعہ PM کے سامنے کہ جو بھی آئین پاکستان کو مانتا ہے جو بھی قانون کو مانتا ہے آجائیں ہم اس کو گلے ملائیں گے۔ یہاں کندھوں پہ بٹھائیں گے مگر جناب اسپیکر! جو ہمارے مسافروں کو جو ہمارے DC کو جو آپ کو ہم کو روڈوں پر کھڑا کر کے شناختی کارڈز چیک کر کے لوگوں کو شہید کرتے ہیں یہ نہ بلوچستان کے خیرخواہ ہیں نہ بلوچوں کے خیرخواہ ہیں نہ پشتونوں نہ سندھیوں نہ پنجابیوں کے خیرخواہ ہیں۔ جب ہم یہاں تقریر کر کے جاتے ہیں۔ یا کسی جلسے میں وہ پھر ان کا سوشل میڈیا میں دیکھیں۔

کہ یہ تو ایجنسیوں کے پٹھو ہیں یہ غدار ہیں۔ الحمدللہ یہ پاکستان کی ایجنسی ہے یہ پاکستان کی فوج ہے، آپ لوگ تو انڈیا کے دلال ہیں۔ آپ تو RAW کے دلال ہیں اُن سے پیسے لے کے یہاں معصوم بچیوں کو دہشتگردی کا ایندھن بناتے ہیں۔ نوجوانوں کو غلط ورغلاتے ہیں جب وہ نوجوان کو مار کے پھینک دیتے ہیں یا گم ہو جاتا ہے تو ایک کلو آٹا بھی اس کے گھر پر نہیں پہنچاتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں سیدھا ہونا پڑے گا ان کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا جب تک اللہ نے ہمت دی ہے ہمارے بھی دو ہاتھ ہیں ان کے بھی دو ہاتھ ہیں ہم بھی بلوچ ہیں ہم نے بڑی برداشت کی۔ آج پھر ہمارے ایک نوجوان سب انسپکٹر کو دیبہ میں شہید کیا گیا۔ آپ نوجوان کو دیکھتے ہم تینوں گئے ان کے جنازے میں۔ جناب سپیکر! اس پہ اگر ہم تمام سیاسی پارٹیاں اپوزیشن باقی ہمارے دوست یہاں بیٹھیں سی ایم صاحب کے ساتھ اس کا راستہ ڈھونڈنا پڑے گا۔ کل ڈاکٹر مالک صاحب تربت کے لیے ایک سفید ریش ہیں ایک معزز شہری ہیں کوئی پانچ دہشتگرد اگر کھڑے ہوکے یا میرے سامنے کھڑے ہوکے یا کسی اور دوست کے سامنے کھڑے ہوکے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی یہ روایت نہیں ہے۔ ہم بہت آگے جا چکے ہیں، اتنے آگے جا چکے ہیں کہ ہم ابھی واپسی کی کوئی وہ نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں نے ٹائم بہت لیا میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہم سب کو سوچنا چاہیے کہ ہمارا دشمن کون ہے ہمارے صوبے کی ترقی کون نہیں چاہتا ہے یا کون نہیں چاہتا ہے کہ ہمارا پروفیسر یہاں رہے۔ آپ کو سوچنا ہوگا کہ کیوں ہماری مختلف جگہوں پر ایسے علاقے میں اسکولوں کو بند کروائے جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ہمارا بچہ نہیں پڑھے اور ان کی تابعداری کرے۔ جب ہم پڑھیں گے جب ان کا مقابلہ کریں گے اور اس اسمبلی کے فلور پہ کیا وہ چاہتے تھے کہ علی مدد جیسا ادنیٰ سا ورکر آکے ہمارا مقابلہ کریں۔ یہ کیا کہ ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا ہمیں ایسا مقابلہ کہ جس طرح ہمارے سی ایم صاحب نے آپ کو پتہ ہے دس، بیس سال اپنے گھر میں بیٹھ کے جس طرح ان کا مقابلہ کیا اور ابھی تک دلیری سے کر رہے ہیں کوئی شف شف نہیں ہے۔ جو پاکستان کو مانتا ہے ہماری آنکھوں پہ جو ملک کو نہیں مانتا ہے اس کے خلاف آپ نے دیوار بن کر مقابلہ کرنا ہے، گلیوں میں چیک کرنا ہے۔ آپ نے کُوچوں میں چیک کرنا ہے علاقوں میں دیکھنا ہے کہ کون لوگ ہمارے علاقے میں جو مشکوک رہتے ہیں، ان کا آپ نے مقابلہ کرنا ہے۔ ہم تو شہیدوں کی پارٹی ہیں۔ ہم ان سے ڈرنے والے نہیں ہیں، ہماری پوری قیادت دہشتگردی کا شکار ہوئی۔ ہم نہیں ڈرتے یہ چاہتے تھے کہ یہ ڈریں۔ زندگی وموت میرے رب کے ہاتھ میں ہیں ہم اپنے ملک کے لیے شہادت بھی قبول کریں گے۔ اگر ہم ڈرتے تو بھٹو صاحب کی شہادت کے بعد ڈرتے۔ اگر ہم ڈرتے تو شہید محترمہ بےنظیر بھٹو کی شہادت پہ ڈرتے۔ اگر ہم ڈرتے تو 11 سال زرداری صاحب کو جیل میں ڈالا، اُس سے ڈرتے۔ ہم الحمدللہ اپنے رَب سے ڈرتے ہیں اور اپنے عوام کو جواب دینا چاہتے ہیں ہم عوام میں جاتے ہیں ہم اپنے نوجوانوں کے ذہن سازی کرتے ہیں کہ آپ خود فیصلہ کریں کہ آپ کو دہشتگردی کا ایندھن بننا ہے دہشتگردی کا یا اس ملک کا ایک بہترین

افسر، ڈاکٹر، پروفیسر، کمشنر یا سیاسی ورکر بن کے یہاں اپنے لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ والسلام پاکستان زندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you علی مدد جتک صاحب۔ محترمہ مینا مجید بلوچ صاحبہ

محترمہ مینا مجید بلوچ: thank you۔ جناب اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اِس مذمتی قرارداد کی بھرپُور حمایت کرتی ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے 26 اگست کو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں دہشتگردی کے بزدلانہ، وحشانہ اور سفاکانا واقعات رونما ہوئے۔ جس میں ایک واقعہ موسیٰ خیل کے علاقے راڑہ شم میں پیش آیا۔ جس میں مسافر بسوں سے ٹرکوں سے مسافروں کو اُتار کر 23 مسافروں کو بیدردی سے شہید کیا گیا۔ اور عام شہریوں کی، عام غریبوں کی 35 گاڑیاں نذرآتش کردیئے۔ تو اِس طرح کی دہشتگردی کے واقعات کی میں مذمت کرتی ہوں۔ اور مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جیسا کل اسمبلی کے فلور پر ہوا۔ ہم اِس مذمتی قرارداد پر بحث کر رہے تھے۔ جس طرح کچھ حضرات نے اِس مذمتی قرارداد کی بیچ میں کچھ الفاظ استعمال کیے۔ تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اِس طرح کے سنجیدہ ایشوز پر۔ اِس طرح سنجیدہ ایشوز کو بھی سیاست کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ بلوچستان میں جو حالات ہیں دہشتگردی کے میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کہیں نہ کہیں ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ ہم حقائق کو چھپاتے ہیں۔ ہماری سیاست اِن حقائق کو چھپانے سے شاید چمکتی ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں ہم سب اِس چیز کا ذمہ دار ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ بلوچستان کے امن وامان کو بحال کرنے میں ہمارا مؤقف کلیئر ہو اور بڑا واضح ہو۔ تو میں اُن سیاستدانوں سے اور اُن لوگوں سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور یہ سوچیں کہ کتنا قیامت خیز منظر ہوگا وہ دیکھنے کو کہ بچوں کے سامنے اُنکے والد کو بسوں سے اُتار کر شہید کر دیا گیا۔ اُن مسافر اُن مہمان عورتوں کے سامنے اُنکے شوہروں کو بسوں سے اُتار کر شہید کر دیا۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور پھر اپنی سیاست کو چمکائیں اور اِس طرح کے بیانات دیں۔ تو ایسے دہشتگردی کے واقعات کی پورا بلوچستان مذمت کرتا ہے یہ ایوان مذمت کرتا ہے پورے بلوچستان کے عوام مذمت کرتے ہیں۔ کیونکہ بلوچ ایک غیرت منداور مہمان نواز اور باوقار قوم ہے۔ ایک بزدل اور سفاک ہرگز نہیں۔ تو پُوری بلوچ قوم اور بلوچستان دہشت گردی کے واقعات کی مذمت کرتا ہے۔ اور مجھے افسوس ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو یہ سوچتے ہیں کہ یہ حقوق کی جنگ ہے۔ کون سے حقوق ہیں جو نہتے اور معصوموں کے خون بہانے سے حاصل کیئے جارہے ہیں؟ وہ کون سے حقوق ہیں جو مزدوروں، غریبوں کی جو گاڑیوں کو نذرآتش کرنے سے حاصل ہو رہے ہیں؟ وہ کون سے حقوق ہیں جو غریبوں کے روزگار پر قدغن لگا رہے ہیں؟ کوئی حقوق کی جنگ نہیں ہے۔ اور یہ دہشتگردی ہے اور سفاک دہشتگرد ہیں یہ ظالم ہیں اور ظلم میں بے انتہا ہیں۔ ہمیں اِس پر کُھل کے بولنا چاہیئے اور ہمیں اِس کے خلاف آواز اُٹھانی چاہیئے اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے صوبہ بلوچستان میں کہ یہ پاکستان دشمن قوتوں کے ایما پر کیئے جارہے ہیں۔ وہ بلوچستان میں de-establishment لانا چاہتے ہیں۔ وہ ترقی کے عمل کو روکنا چاہتے ہیں۔

بلوچستان کو محرومیوں کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں اور پھر اِن محرومیوں سے سیاست کر کے اور محرومیوں کو بنیاد بنا کر بلوچستان کے عوام اور نوجوانوں کے دلوں کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں تا کہ اُن کو دہشت گردی میں ملوث کیا جائے۔ تو میں اِس ایوان کے توسط سے کہنا چاہوں گی کہ اُن کی خام خیالی ہے ایسا ممکن نہیں ہوگا آج پورے بلوچستان یہ ایوان بلوچستان کے عوام اُن دہشت گردوں کے خلاف کھڑی ہے۔ And no one will be allowed to challenge the writ of the State without any exception. اور ہم اِس دہشتگردی کے خلاف ڈٹ کے کھڑے ہونگے اور آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی اُن تمام بہادر سپوتوں کو جنہوں نے ملک کی امن و سلامتی کو بحال رکھنے میں اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں اُن کے لواحقین کو بھی میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ شہداء کے درجات بُلند ہوں۔ پاکستان always زندہ باد۔ thank you

جناب اسپیکر: شکریہ محترمہ۔ جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! یہ جو 25 اور 26 کی رات میں جو واقعہ ہوا۔ اِس کیلئے با قاعدہ ہم اپوزیشن کے اراکین قرارداد بھی لائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھی اور ہماری طرف سے بھی۔ یہ جو دہشتگردی کے حوالے سے تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ بلوچستان ہم سب کا ہے پاکستان ہم سب کا ہے۔ اِس ملک میں رہتے ہیں یہ اسٹیٹ ہے ہماری۔ بات کرنے کا جناب اسپیکر صاحب! یہ ہے کہ اگر اسٹیٹ کے خاطر بات کریں کہتا ہے کہ بھئی یہ اسٹیٹ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ بلوچ سرمچار کہتے ہیں۔ اگر بلوچ سرمچار والوں کے ساتھ بات کریں اُن لوگوں کی حمایت میں تو اسٹیٹ کہتی ہے کہ یہ اسٹیٹ کے خلاف ہیں۔ ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہیں قائد ایوان صاحب، خلاصہ بات کرنے کا جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ مذاکرات واحد راستہ مذاکرات کا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جب تک مذاکرات نہیں ہونگے اِس طرح ملک اور اِسطرح اسٹیٹ یہ نقصان اور آگے چل جائے گا۔ واحد راستہ یہ میرا مشورہ ہے یہ میری سوچ ہے میری فکر ہے۔ قائد ایوان صاحب! جتنی پارٹیز ہیں بلوچستان میں جتنے نواب ہیں، جتنے سردار ہیں قائد ایوان صاحب! میں وفاق سے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ وفاق ہمارے قائد ایوان وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی صاحب کو اختیار دے دیں کہ آپ جا کے مذاکرات کر لیں۔ مذاکرات میں آل پارٹیز ہیں الحمد للہ یہاں نواب بھی ہیں سردار بھی ہیں جناب اسپیکر صاحب! بات کر لیں۔ یہ جو حالت ہو رہی ہے۔ ہم نہیں کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم اسٹیٹ کے ساتھ ہیں پاکستان کے ساتھ ہیں ہم محبّ وطن ہیں بہر حال مذاکرات واحد راستہ ہیں اگر وفاق ہمیں اختیار نہیں دے خالی میٹنگ پر میٹنگ کریں اِس پر کوئی حل راستہ نہیں نکل سکتا ہے۔ خالی جمع کر لیں کہ بھئی آپ کو ہماری طرف سے اختیار ہے۔ آپ جو کرنا چاہتے ہیں جا کے کر لیں۔ اختیار جب نہیں ہوگا اُس میں فائدہ نہیں ہے۔ نہ

بات کرنے کا نہ جانے کا نہ وہاں بیٹھنے کا۔ واحد راستہ یہی ہے جناب سی ایم صاحب! آپ الحمدللہ ایک ورکر ہیں۔ نہ آپ نواب ہیں نہ آپ سردار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بلوچ اور ایک بہادر CM بنا کے یہاں بھیجا ہوا ہے۔ بہر حال میرا ایک مشورہ ہے آپ آل پارٹیز جتنے نواب ہیں بلوچستان میں جتنے سردار ہیں سب کو ایک دن بُلائیں سی ایم ہاؤس میں کہ بھئی آپ آئیں کہ یہ بلوچستان کیوں جل رہا ہے۔ یہ بلوچستان ہم سب کا ہے یہ پاکستان ہم سب کا ہے۔ یہ کیوں جل رہا ہے؟ یہ کیا ہو رہا ہے وجہ کیا ہے؟ اگر جو نواب جو سردار جو آل پارٹیز بلوچستان میں جتنی پارٹیز ہیں آ گر جو نہیں آ جائیں تو پتا چل جائے گا کہ بھئی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان کا امن وامان بحال ہو۔ یا یہ نواب یا یہ سردار یا یہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں امن وامان بحال ہو۔ بلوچستان میں خدانخواستہ دن دیہاڑے دہشتگردی مارنا اور پھینکنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! ہم مسلمان ہیں لآ اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد الرَّسول اللہ۔ ہم مسلمان ہیں جس مسلمان نے کلمہ پڑھا۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ چاہے وہ تمام دُنیا میں جدھر بھی ہو گا وہ مسلمان ہم سب کیلئے بھائی ہو گا۔ مگر مسلمان مسلمان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ خدانخواستہ آپ جا کے دوسرے مسلمان کو ناحق بیگناہ شہید کر دیں۔ یہ قرآن میں کسی جگہ نہیں لکھا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اپنے قائد ایوان سے یہی مشورہ کرنا چاہتا ہوں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بالکل بُلائیں۔ اختیار وفاق کا، جناب اسپیکر صاحب! وفاق اگر وزیر اعلیٰ بلوچستان کو اختیار نہیں دے تو اُس بُلانے پر پھر وزیر اعلیٰ صاحب بے بس ہیں پھر اُس کا کیا قصور، کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر وفاق اپنے طریقے سے کرنا چاہتا ہے۔ تو جی بسم اللہ کر لے۔ نہ پھر میٹنگ کا اور نہ بیٹھنے کا نہ مذاکرات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا یہی مشورہ ہے جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان سے اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! کل ہمارے ایک colleague صاحب نے بات کی۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے بات کی۔ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ شام کو کدھر ہیں مغرب کو کدھر ہیں عصر کو کدھر ہیں؟ واللہ میں نہیں سمجھ رہا ہوں اِس کو۔ میں نے دوستوں سے کل اور آج رات تو آج بھی میں نے یہی بولا۔ میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھ رہا ہوں۔ مولانا ہدایت الرحمٰن کا میں نہیں سمجھ رہا ہوں۔ اور مجھے نہیں پوری اسمبلی پورا بلوچستان کو پتہ ہے کہ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ کس حوالے سے آئے ہیں اور کس حوالے سے آپ ایم پی اے بنے ہیں اور آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آج اگر وہ یہاں ہوتے تو میں بھی بول دیتا۔ یہ نہیں ہے میں کسی سے، مگر میں خود حیران ہوں۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کیا آپ کی باتیں سُن کے آپ کی بات کرنے کا پتہ نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آپ کا وقار گوادر میں گر گیا ہے۔ آپ ابھی چاہتے ہیں کہ میں مکران بیلٹ میں اپنا سیاسی اپنا وقار اُوپر کرنا چاہتا ہوں کہ میرا وقار اور بُلند وبالا ہو جائیں۔ یہ ناممکن ہے ابھی تو آپ کے ہاتھ سے مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب گوادر آپ کے ہاتھ سے گیا ہوا ہے۔ ابھی آپ پچاس دفعہ اِدھر اسمبلی میں بات کریں آپ نے 5 تاریخ کا کہا ہے 6 تاریخ کا کہا ہے کہ میں جا کے دھرنا

دے دوں گا۔ ابھی آپ کی اصلیت کا سب کو پتہ چل گیا۔ سب کو پتہ چل گیا آپ کس طریقے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور کس حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور باقی جناب اسپیکر صاحب! میں یہی کہنا چاہتا ہوں وفاق سے کہ بلوچستان کا امن وامان بحال کرنے کے لیے ایک واحد راستہ یہ ہے کہ یہ جو گوادر ہے یہ ریکوڈک ہے یہ سینڈک ہے بلوچستان کی جتنی معدنیات ہیں چاہے ساحل ہو وسائل ہو خدارا اِس کے جتنی profit ہے جتنی آمدنی ہے یہ بجائے وفاق کے بلوچستان میں خرچ ہو۔ اُن ڈسٹرکٹوں میں خرچ ہو جو backward ہیں اُن ڈسٹرکٹوں میں خرچ ہو جو محبّ وطن ہیں پاکستان کو چاہتے ہیں پاکستان کی سرزمین کے لیے دن رات انہوں نے قربانیاں دیا ہیں شہادتیں دی ہیں اُن ڈسٹرکٹس کو چاہے کیمونکیشن ہو چاہے ہیلتھ چاہے ایجوکیشن ہو چاہے جو بھی ہو میں کہتا ہوں اُن ڈسٹرکٹس کو آگے لے جانا چاہیے کہ انہوں نے بلوچستان اور پاکستان کے لیے قربانیاں دی ہیں مگر وفاق نے آج تک بلوچستان کو ignore کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کا دل خراب نہیں ہو۔ آپ مسلم لیگ (ن) سے ہیں ہمارے پرائم منسٹر آئے تھے صحبت پور میں 10 ارب کا اعلان کیا تھا 10 ارب سے سلیم خان کھوسہ صاحب آپ بتا دیں ایک روپیہ صحبت پور میں جو 2022ء میں جو نقصانات ہوئے ایک روپیہ وہاں پر دیا۔ صحبت پور والے بھی میرے بھائی ہیں مگر ایک روپے وہاں پر وفاق سے نہیں آیا۔ 2022ء میں پرائم منسٹر شہباز شریف نے اعلان کیا 10 ارب سے بیزار ہے 10 روپیہ نہیں آیا۔ میں یہی کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! جو وعدے ہوتے ہیں وفاق پرائم منسٹر جو وعدے کرتا ہے بلوچستان کے ساتھ۔ خدارا بلوچستان آپ سب کا ہے بلوچستان سے سوتیلی ماں جیسا سلوک وفاق مت کرے۔ اور میں یہی کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر:　　سی ایم صاحب کو ویسے نوٹ کرنا چاہیے۔

میر زابد علی ریکی:　　جی ہاں سی ایم صاحب اِس کو نوٹ کریں۔ اور سی ایم صاحب پرائم منسٹر کو بولیں کہ پرائم منسٹر صاحب آپ نے خود وعدہ کیا ہے وہ وعدہ پایہ تکمیل تک پہنچا دیں صحبت پور ہو نصیر آباد ہو سارے ہمارے بھائی ہیں۔ بلوچستان کے بندے ہیں لوگوں کے گھر گئے ہیں وہاں کے زمینداروں کو نقصان ہوا ہے ہم نہیں کہتے ہیں مگر انکے نقصانات کا ازالہ ہو جائے۔ میں یہ کہتا ہوں چاہے چمن ہو قلعہ عبداللہ ہو قلعہ سیف اللہ ہو چاہے خضدار ہو جدھر بھی ہو ان ازالہ ہو جائے۔ میں کہتا ہوں وفاق اپنا رویہ بلوچستان کے ساتھ صحیح کرے۔ واللہ میں کہتا ہوں اگر بلوچستان کا امن وامان اسپیکر صاحب! قائد ایوان صاحب! اگر صحیح نہیں ہوا تو میں بالکل پھر میں کہتا ہوں میں سیاست نہیں کروں گا ملازمت دیدیں بارڈروں کو کھول دیں بارڈرز جناب اسپیکر صاحب! روز بروز بند ہوتے جا رہے ہیں اگر یہی بارڈر خدانخواستہ آج جو بندے چاہے پٹرول ہے ڈیزل ہے گزر بسر جو بھی ہو رہی ہے چاہے افغانستان سے لے کر آپ کا تفتان، تفتان سے لے کر واشک، پنجگور، تربت جو بھی بارڈر ہے خدارا یہ بارڈرز آپ بند نہیں کریں بارڈر کھولیں ذریعہ معاش ہے اِن لوگوں کے لیے اور کوئی

راستہ نہیں رہتا ہے ہم اُس لوگوں کو 10ہزار 20ہزار 30ہزار ملازمت نہیں دے سکتے چمن سے لے کر گوادر تک پانچ بارڈرز ہیں یا 6 ہیں جتنے بھی ہیں اِنکو کھولیں۔ یہ ان لوگوں کا ذریعہ معاش عوام کا واحد راستہ یہی ہے تو خدانخواستہ اگر یہ بارڈرز قائد ایوان صاحب! بند ہوں یقین کریں یہی بندے مجھے بھی اغوا کریں گے آپ کو بھی اغوا کریں گے مجھے بھی قتل کریں گے آپ کو بھی قتل کریں گے اسی پیٹ کے خاطر مجبور ہو کر انڈیا کے ساتھ جائیں گے امریکہ کے ساتھ جائیں گے پیسے لیں گے ڈالر لیں گے مجھے ماریں گے آپ کو ماریں گے سب کو قتل کریں گے۔ آج یہ جو حالتیں ہو رہی ہیں اِسی وجہ سے۔ جناب اسپیکر صاحب! خدارا میں کہتا ہوں وفاق وزیر اعلیٰ بلوچستان کو full اختیار دیدے full surety دیدے چاہے بارڈر کا مسئلہ ہو چاہے بلوچستان کے امن وامان کا مسئلہ ہو ہم سب انشاء اللہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ساتھ ہیں۔ چاہے میں جمعیت العلماء اسلام کے ساتھ رہا ہوں چاہے نیشنل پارٹی ہے چاہے BNP ہے چاہے سردار ہے نواب ہے ہم سب مذاکرات کے لیے جائیں گے کیوں نہیں جائیں گے۔ مذاکرات کریں گے مگر وہاں سے کوئی response جب نہیں ہوگا یہاں سے بارڈر بند ہوں گے یہاں حالات خراب ہوں گے جناب اسپیکر صاحب! پھر ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں اسی خلاصے کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان صاحب میرے colleagues میرے منسٹر میرے سارے ایم پی ایز معزز اراکین سارے بیٹھے ہیں۔ کہ بلوچستان کو بچاؤ بلوچستان کو بچانا ہم سب کے ہاتھ میں ہے بلوچستان ہم سب کا ہے یہ بلوچستان ہم اس کے لیے قربانیاں دی ہیں اس اسٹیٹ کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ یہ اسٹیٹ یہ پاکستان یہ بلوچستان اِس کو بچانے کے لیے ہم سب کی قربانی کی ضرورت ہے اگر خدانخواستہ اگر ہم لوگوں نے جا کر خواب خرگوش کی طرح رہا تو یہ بلوچستان ہمارے ہاتھ سے جائیگا یہ پاکستان ہمارے ہاتھوں سے جائیگا پھر بعد کی پشیمانی اسپیکر صاحب! پھر پشیمانی اے پشیمانی پھر اِس سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اسی حوالے سے قائد ایوان صاحب اِس کو سیریس لے کر بحیثیت آپ کا چھوٹا بھائی بحیثیت ایک ورکر کارکن کی حیثیت سے جو بندہ سی ایم صاحب آپ کے پاس آیا سی ایم ہاؤس میں آپ کے جو اختیارات ہوں ہم بالکل انہیں مانیں گے اور جو نواب جو سردار جو پارٹی اگر آپ کے ساتھ نہیں ہے اسی اسمبلی فورم پر بولیں کہ بھائی میں نے دعوت دی تھی مذاکرات کے لیے آج یہ پارٹی نہیں آئی یہ سردار نہیں آیا یہ نواب نہیں آیا پھر پتہ چلے گا اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا کہ کون مخلص ہے بلوچستان اور پاکستان کے ساتھ اور جو منافق ہے اس منافق کا خود پتہ چل جائیگا۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you جناب زاہد علی ریکی صاحب۔ میری ایک مرتبہ پھر تمام معزز اراکین سے گزارش ہوگی کہ آپ کوشش کریں دس منٹ کے اندر اندر اپنی speech کو conclude کر لیا کریں تاکہ سب کو موقع ملے۔ جی جناب خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نیشنل پارٹی کی طرف سے بلوچستان کے عوام کی طرف سے ہر قسم کی دہشت گردی چاہے وہ لسانی بنیادوں پر ہو وہ قومی بنیادوں پر ہو وہ فرقہ واریت کی بنیاد پر ہو دہشتگردی دہشت گردی ہوتی ہے ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں یقیناً بلوچستان اور بلوچی روایات کی امین سرزمین ہے۔ کسی بھی معصوم انسان کا قتل کسی بھی معصوم انسان کی جان و مال کا نقصان یقیناً ایک قابل مذمت اور نا قابل برداشت عمل ہے ہم سمجھتے ہیں تشدد وانسانیت کے خلاف ایک گھناؤنا جرم ہے جو بھی اِس کو کرے جس نام پر کرے۔ جس سوچ کی بنیاد پر کرے تشدد تشدد ہوتا ہے یقیناً تشدد کے خلاف آواز اٹھانا ہر باضمیر انسان کا فرض ہے۔ اور آج بلوچستان کی اسمبلی جو یہاں بیٹھی ہے میں سمجھتا ہوں یہ بلوچستان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے حقائق پر مبنی گفتگو کریں اشارتاً کنائیوں میں ایک دوسرے کو مخاطب کرنے سے بہتر ہے کہ حقیقی انداز میں ہم بات کریں۔ تمام پارٹیز اِدھر کوئی یہ کہے کہ میں بہت زیادہ محبّ وطن ہوں اور دیگر غیر محبّ وطن ہیں جب ہم نے پاکستان کا حلف اٹھایا جب ہم پاکستان کے فریم ورک میں آئے تو انشاءاللہ ہم قطعاً منافقت نہیں کریں گے ہم منافق ہوتے تو ہمارے گھروں سے لاشیں نہیں اُٹھتیں۔ رحمت کا بھائی جس پر حملہ ہوتا ہے یہ منافقت ہے میرے بھائی میرے 15 عزیز شہید ہوگئے ہم منافقت کرتے ہیں کیا؟ ڈاکٹر عبدالمالک پر روزانہ جو حملوں کی کوششیں ہوتی ہیں یہ منافقت ہے کیا۔ ہم پاگل ہیں کہ اپنا خون دیتے ہیں کوئی اپنے گھر کے عزیزوں کا رشتہ داروں کا خون اِس بنیاد پر دیتا ہے آج جس موضوع پر بات ہو رہی ہے اسی موضوع پر بات کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ جو موضوع ہے کہ بلوچستان کی موجودہ سیاسی صورتحال کو جناب اسپیکر صاحب! سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ اِس کو بلوچستان کی تاریخی صورتحال کے تناظر میں دیکھا جائے۔ اور اِس کے حل کے لیے جو مناسب راستہ اختیار کیا جائے نیشنل پارٹی آپ کے ساتھ ہے۔ نیشنل پارٹی وفاقی سیاست کرتی ہے۔ نیشنل پارٹی ملک گیر سطح کی سیاسی جماعت ہے۔ نیشنل پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان کی بقا بلوچ کی بقا ہے جس طرح ہمارے ایک دوست نے یہ بات صحیح کہی کہ ہمارے چار کروڑ کے قریب بلوچ پنجاب میں آباد ہیں۔ ہم قطعاً اس ملک کے مخالف یا دشمن نہیں ہو سکتے۔ لیکن ایک بات ضرور کہوں گا سر بلوچستان کے نوجوان کو سنبھالو۔ بلوچستان کے نوجوانوں کو گلے لگاؤ جو سوچ آپ سمجھتے ہیں سوچ کو سوچ کے ذریعے مارو۔ سوچ کو طعنے کے ذریعے نہیں مار سکتے ہیں آپ۔ سخت جملوں کے ذریعے آپ نہیں مار سکتے سوچ کو سوچ کے ذریعے مارو۔ جب نوجوان کو آپ میرٹ پر مواقع دو گے جب اُن نوجوانوں کیلئے آپ انصاف کے دروازے کھولیں گے روزگار کے دروازے کھولیں گے۔ جب وہ سمجھے کہ میری عزت نفس محفوظ ہے میں اپنے وطن میں محفوظ ہوں وہ کبھی بھی ملک دشمن نہیں بن سکے گا میں سمجھتا ہوں اِس مسئلے کو جذباتی بنیادوں پر لے جانے کی بجائے عقل، فہم، دانش کی بنیادوں پر دیکھا جائے۔ اور یہ سوچا جائے۔ ہم اپنے الفاظ میں سختی لا کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم محبّ وطن ہے ایسا نہیں ہے۔ پاکستان کے لیے ہم سب کی جانیں

قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارے جو شہید ہوئے مولا بخش دشتی کی جو ہم نے قربانی دی۔ وہ کوئی کم قربانی ہے نسیم جنگیان کی قربانی ہے یہ کوئی کم قربانی نہیں ہے۔ یا ہمارے دیگر شہداء جو ظہور کا بھائی شہید ہوا۔ مجھے ظہور کے بھائی کا دکھ و درد اتنا ہوا جتنا مجھے شفیق کا ہے۔ مجھے رحمت کے بھائی کا دکھ و درد اتنا ہے جتنا مجھے ماموں اور میرا بہنوئی آج مفلوج ہے جو میرے بھائی کے ساتھ تشدد میں زخمی ہوا تھا۔ جناب عالی! ہم کوئی فرق نہیں کرتے عزت سب کی ایک ہے جان، مال پنجابی کی ہو پشتون کی ہو بلوچ کی ہو سندھی کی ہو سرائیکی کی ہو چاہے کافر، یہودی کی ہو، اللہ پاک نے کسی کو یہ حکم نہیں دیا کہ کسی کی جان و مال کے ساتھ کھیلے۔ یہ بالکل کوئی قومی حقوق بھی نہیں ہیں کہ ہم کسی مظلوم اور نہتے انسان کو ماریں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اِس سے ہمارے حقوق بلکہ اِس سے عالمی طور پر ہماری بدنامی ہوتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے حکومتی وزراء کو چاہیے کہ وہ اِس مسئلے پر بجائے ہم سب جذباتی ہو جائیں۔ جذبات سب کے ہیں کیا ہمارے وطن میں اگر ایسا ہو کیا ہمیں اِس سے خوشی ہوتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اپنی اہمیت کو اپنے ذاتی افادیت کو ثابت کرنے کے لیے بڑے بڑے جملوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جناب! اِس سے گریز کرنا چاہیے میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان کو اگر اِس نہج سے نکالنا ہے۔ تو گفت وشنید میں کوئی مسئلہ نہیں ہے ہمارے بلوچی میں کہتے ہیں کہ ''پوزپہ نمازءِ چوٹ نہ بیت''۔ یعنی نماز میں جو انسان جھکتا ہے اسکی ناک ٹیڑھی نہیں ہوتی۔ اگر ہم اپنے ملک کی خاطر اپنے عوام کی خاطر اپنے نوجوانوں کو اپنے آنے والی نسلوں کو بچانا چاہتے ہیں ہم کوئی پیشقدمی کریں کوئی آئے یا نہ آئے۔ سب جس طرح زاہد نے کہا کہ منافق پھر اُسی وقت ظاہر ہوگا جو امن نہیں چاہتا جو ملک میں ترقی نہیں چاہتا جو ملک میں خوشحالی نہیں چاہتا وہ خود expose ہوگا۔ آپ ایک موقع تو دیدیں۔ اور وفاق کا رویہ آپ حیران ہوں گے۔ اِن حالات میں کس نے وفاق کو روکا ہے کہ وہ روڈز نہیں بنائیں۔ کس نے وفاق کو روکا ہے کہ وہ بجلی نہ دے آواران بجلی سے محروم ہے میں آج مطالبہ کرتا ہوں پورے ضلع میں بجلی نہیں ہے۔ جو اُسکے سامنے رکاٹ ہوگی سب سے پہلے میرے گردن سے گزر کر جائیگا۔ ہوشاب آواران روڈ، پنجگور آواران روڈ، بیلہ آواران روڈ آج تعمیر کے منتظر ہیں۔ آئیں میں حاضر ہوں تعمیر کے لیے ترقی کے لیے چاہے میرے پورے خاندان کی لاشیں گر جائیں میں حاضر ہوں۔ سر! جب آپ ملک کے باشندوں کو مساوی حقوق نہیں دیں گے جب آپ ملک کے لوگوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنائیں گے تو پھر یقیناً غلط فہمیاں بھی پیدا ہوں گی اور آپ ہی کے لوگ پھر آپ کے دشمن بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ خدارا اپنے بچوں کو دشمن کا ایندھن مت بننے دو۔ وہ راستہ اور رویہ اختیار کرو جس سے آپ کے بچے آپ کے پاس آئیں۔ یقیناً دشمن تیز ہیں۔ آپ conflict zone میں رہ رہے ہیں یہاں تمام منحوس گیم کھیلیں گے اِس سے سب واقف ہیں کوئی ذی شعور انسان اِس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ بلوچستان کا خطہ ایک strategic خطہ ہے۔ یہاں تمام عالمی سازشیں ہوں گی۔ لیکن ہمیں یکجا ہو کر یک آواز ہو کر اس ملک کے لیے۔ یہ نہیں کہ فلاں پارٹی یہ

ہے۔ یہ موقع وہ نہیں ہے کہ آپ اپنی پارٹی کی افادیت ثابت کریں اور پاکستان کے مستقبل کے ساتھ کھیلیں۔ کیوں دوسروں کو طعنہ دیتے ہو کیوں دوسروں کو اشتعال کرتے ہو۔ آج آؤ سب کو گلے ملاؤ سب سے ہاتھ ملاؤ۔ سب کو اپنے ساتھ ملاؤ۔ اِس کو کہتے ہیں طریقہ کار اِس کو کہتے ہیں محبِّ وطنی۔ اِس کو کہتے ہیں پاکستان کے ساتھ محبت۔ اگر پاکستان کے ساتھ محبت کرنی ہے اپنی سیٹ کے ساتھ محبت کرنی ہے یہ ثابت کرنا ہے کہ میری سیٹ بچ سکے۔ اور اپنی افادیت ثابت کرو دوسروں کو تنقید کا نشانہ بناؤ۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا اِس اہم موضوع پر میں سمجھتا ہوں جذباتی ہونے کے بجائے۔ عقل اور دلائل کی بنیاد پر ذاتی مفاد کے بجائے اجتماعی سوچ کی بنیاد پر بات کی جائے پاکستان کی بقا اسی میں ہے۔ ہم سب کی بقا اسی میں ہے کیونکہ پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ اِس ملک کی سلامتی اِس ملک کی بقا اِس ملک کی ترقی کی خوشحالی کے ساتھ ہم سب وابستہ ہیں سیاسی مفادات کی خاطر جملہ بازی کر کے یہ مناسب عمل نہیں ہے۔ آج کے دن کے موقع پر نیشنل پارٹی سی ایم صاحب! آپ سے کہتا ہوں آپ سے ہم کہتے ہیں چاہے ہمارے ساتھ جو بھی زیادتی ہوئی ہو۔ لیکن پاکستان کے لیے ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن سیاسی بنیادوں پر گفت وشنید بہت ضروری ہے گفت وشنید سے انکار نہیں کرنا چاہیے جو نہیں آئیں گے وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں گے۔ ہم آخر میں ریاست کے ساتھ کھڑے ہوں گے ہم کسی بندوق بردار کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ طاقت، بندوق کا حق صرف ریاست کو حاصل ہے گروہوں کو نہیں ہے فرقوں کو نہیں ہے ریاست اپنے عوام کو گلے لگائے ریاست بلوچستان کے عوام کو گلے لگائے بلوچستان کے نوجوانوں کے احساس محرومی کو دور کرے۔ سوئی سے گیس نکلتی ہے وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی صاحب آپ کے سوئی میں گیس ہے ڈیرہ بگٹی میں گیس ہے کیا؟ یہ بھی زیادتی نہیں ہونی چاہیے ناں۔ ریکوڈک، سینڈک بلوچستان کے ہیں چاغی میں کیا ترقی ہے۔ اگر گوادر کی پورٹ بنتی ہے مکران کے نوجوان بیروزگار ہیں تو پھر اِس سے کیا ہوگا سر! آپ مجھے بتائیں ناں۔ یہ آپ کے بارڈرز ہیں کہتے ہیں کہ جی بارڈر میں سمگلنگ ہوتی ہے۔ سر! میں آپ کو ایک اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بات کرتا ہوں اِسی بارڈر سے جو لوگوں نے کمایا کھربوں روپوں کا سریا، سیمنٹ، اور دوسری چیزیں جو تعمیرات میں استعمال ہوتی ہیں آپ کے پاکستان کی کمپنیوں کو تیار کردہ چیزیں بھی آپ کا جنرل ٹیکس، سیلز ٹیکس اُن سے بڑھا۔ IPPs کو تو اربوں روپے دیتے ہو سالانہ۔ اُس سے ایک فرد خوش ہوتا ہے۔ اِن بارڈر سے بلوچستان کے ژوب سے لے جیونی تک تقریباً 60 لاکھ سے زیادہ لوگ کھا رہے ہیں کہ نہیں۔ سر! بارڈر سے آپ بلوچستان کے لوگوں کو کیا دے رہے ہیں بلوچستان کے لوگ پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ بلوچستان میں روزگار نہیں ہے صنعت نہیں کارخانے نہیں ہیں کہاں جائیں گے یہ سانپ تو نہیں ہیں کہ مٹی چھاٹیں گے ناں۔ اگر ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں اُن کے حقوق کی بات کرتے ہیں خدانخواستہ یہ پاکستان مخالف بات نہیں ہے۔ بلوچستان کے عوام پاکستان کے باشندے ہیں۔ ہم دست بستہ اس عرض اسی لیے کرتے ہیں کہ اِن کو آپ قومی

دھارے میں لائیں اِن کا اعتماد بحال کریں۔ اِن کو وہ تمام ضروریات زندگی میسر ہوں جو آج کے جدید سائنسی دور میں لوگوں کی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب! آواران میں بجلی نہیں ہے۔ کیا آواران بغیر بجلی کے، بغیر روڈ کے اکیسویں صدی میں ملک کے کسی ضلع کا مقابلہ کرسکتا ہے؟ نہیں کرسکتا۔ آپ اُن لوگوں کو قومی دھارے میں لاؤ گے اُن کو بنیادی ضروریات اُن کا آئینی حق ہے۔ بجلی آئینی حق ہے سر! لوگوں کو نہیں ہے۔ ہمارے اکثر دو گھنٹے کی بجلی ہوتی ہے سنیں سی ایم صاحب! دو گھنٹے کی بجلی وہ بھی جنریٹر کی۔ کل مَیں چیف صاحب سے ملا۔ مَیں نے کہا سر! یہ مذاق چھوڑ دیں لوگوں کے ساتھ یہ دو گھنٹے بھی بند کردیں۔ دو گھنٹے میں آپ کا فریج کا پانی بھی ٹھنڈا نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: کس کو blame کروگے آپ کے ممبر وہاں سے دو مرتبہ چیف منسٹر رہے ہیں۔

جناب خیر جان بلوچ: سر! چیف منسٹر رہے ہیں مجھے پتہ ہے۔ وہ بہت لاڈلے رہے ہیں بالکل۔ جو دو دفعہ چیف منسٹر رہا ہے یقیناً اُسکے اوپر بہت بڑی سرپرستی رہی ہے۔ آج بھی اُن کی ہے۔ آج بھی وہاں کا ایم پی اے مَیں ہوں لیکن اختیار میرے پاس نہیں ہے۔ خیر اس بات کو چھوڑ دیں۔ آج اہم موضوع ہے اُس پر جاتے ہیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ ترقی کا کام کرتا تو آج مَیں ایم پی اے نہیں ہوتا۔ تو مَیں آپ سے عرض کررہا ہوں چیف منسٹر! مَیں پاکستان کے تمام اداروں سے request کرتا ہوں کہ مکران بلوچستان کا اہم علاقہ ہے اُس کو سنبھالو۔ گوادر مکران میں ہے گوادر کے نوجوانوں کو مکران کے نوجوانوں کو قومی دھارے میں لاؤ اور اُس کو روزگار دو اور پاکستان زندہ باد اور بلوچستان پائندہ باد۔

جناب اسپیکر: Thank you Khair Jan! very meaningful speech جناب نور محمد دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): اَعوذ باللہ منَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر! آج جو قرارداد پیش ہوئی دہشتگردی کے حوالے سے اور 26 اگست اور 27 اگست تو مَیں اپنی طرف سے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ اِن واقعات کی بھی بھرپور مذمت بھی کرتا ہوں اور ان واقعات میں جتنے لوگ شہید ہوگئے۔ اس سے پہلے یا اس واقعہ تک یا آج تک جو ہمارے ایک ایس ایچ او صاحب کو شہید کیا گیا۔ تو سب کے لئے مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ جناب اسپیکر! یہ واقعہ میرے خیال میں آج یہ آخری واقعہ تھا نہ 26 اگست کو جو واقعات ہوئے صوبہ بھر میں نہ یہ آخری تھے اور نہ یہ start تھا۔ میرے خیال میں ہم سب کو پتہ ہے کہ دہشت گردی کی جنگ جب دنیا میں شروع ہوئی تو پاکستان میں سب سے بڑی قربانی پاکستان نے دی ہے تو اُس وقت سے پاکستان میں بالخصوص صوبہ بلوچستان میں جو دہشت گردی شروع ہوئی ہے تو ہماری کئی جانیں اس میں ضائع ہوئی ہیں وہ چاہیے ہمارے سویلین ہوں چاہیے ہمارے آرمی فورسز کی ہوں، ہمارے انٹیلیجنس اداروں کی ہو یا ہمارے سیاست دان ہوں یا ہماری بیوروکریسی کی ہوں۔ جتنے بھی

لوگ شہید ہوگئے تو یہ دہشتگر دی کی بھینٹ چڑھ گئے اور ابھی تک یہ دہشتگر دی اُسی طرح چلی آرہی ہے۔ جناب اسپیکر! یقیناً سوچنے کی بات ہے اور ان کے حل کی طرف بھی ظاہری بات ہے ہم نے جانا بھی ہے اور یہ ایک اہم ادارہ ہے اس ادارے میں آج جو ڈیبیٹ ہوتی ہے اس ڈیبیٹ کی یقیناً دنیا دیکھ رہی ہے اور ہمارے عوام بھی دیکھ رہے ہیں اور ہم جو پالیسی دینگے عوام کو۔ ہم یہاں جو بھی اس ڈیبیٹ پر پالیسی اپنائیں گے تو ظاہری بات ہے تو ہمارے عوام بھی اسی پالیسی کے تحت ہی چلیں گے۔ تو اس طرح کی مذمتیں ہم نے بہت کی ہیں۔ یقیناً ہمارے دوستوں نے یہاں مفصل اس پر باتیں کیں۔ تو آخر ہم نے کرنا کیا ہے، بات تو یہ ہے۔ یہاں کل سے باتیں شروع ہیں مَیں سن رہا ہوں باقی سارے دوستوں نے بڑی اچھی باتیں بھی کی ہیں۔ اور یہاں کچھ اس طرح کی باتیں بھی ہوئیں۔ ظاہری بات ہے کہ ابھی مَیں ایک post دیکھ رہا تھا۔ کہ بلوچستان کی علیحدگی کے لئے یا بلوچستان کی تباہی کے لئے باقی راء وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایف سی ہی کافی ہے۔ تو ہمارے ہاں ایک دوست نے کل یہاں ایک speech کی۔ تو ظاہری بات ہے کہ ہمارے بہت سے نوجوانوں نے ایک ٹرینڈ بنا دی ہے۔ تو میرے خیال میں اس طرح کی باتیں اس طرح اس اس فورم پر کرنی بھی نہیں چاہئیں اور ایک غیر ذمہ دارانہ بیانات دینے بھی نہیں چاہئیں۔ اتنی بڑی جنگ چل رہی ہے ہمارے کافی جوان شہید ہوگئے کل ایک دوست نے بات کی چوکیدار کے حوالے سے مَیں تو مذمت کرتا ہوں اس بات کی یہی چوکیدار نے اس دہشت گردی کو روکا ہے اور اسی چوکیدار کو جو آپ کے الفاظ ہیں کہ آپ چوکیدار کہتے ہیں اس کو۔ اسی نے تو دہشت گرد کو روکا ہے ورنہ آپ کو تو گھر سے ہی اُٹھا کے کہیں پھینک دیتے یہی چوکیدار پہاڑوں پر سالوں سال لڑتے چلے آرہے ہیں ان کے گھروں میں جنازے چلے گئے ان کے بچے یتیم ہوگئے۔ اور ان کی عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ تو ہم نے کبھی بھی اس پر افسوس بھی نہیں کیا۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہمارے چوکیدار مر رہے ہیں اور ہم اُس پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اگر آپ اس کو چوکیدار بھی بے شک سمجھیں کہ آپ کے چوکیدار آپ کے سامنے مر رہے ہیں اور آپ کو آج تک یہ احساس نہیں ہوا ہے کہ ہمارے چوکیدار مر رہے ہیں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یہ تو غیرت کا تقاضہ ہے کہ گھر کے سامنے کوئی چوکیدار اگر لڑتے ہوئے آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم آپ کو بھی بندوق اُٹھا کے آپ نے چوکیدار کے ساتھ دینا ہوگا۔ لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ ہماری فورسز کافی عرصے سے لڑتے ہوئے ان دہشت گردوں کو پہاڑوں پر، اُن کو پہاڑوں تک روکا تھا۔ لیکن یہ ہے کہ ہمارے دہشت گرد اتنے ابھی دلیر ہوگئے کہ ابھی روڈوں پر آگئے، کل یہ ہمارے گھروں کے سامنے بھی آسکتے ہیں اگر ہمارا یہی رویہ رہا۔ تو بات کہنے کا یہ ہے کہ یقیناً یہ ذمہ دار فورم ہے ہم سارے ذمہ دار لوگ ہیں ہم بلوچستان کے حقیقی نمائندے ہیں یہ نمائندے نہیں ہیں جو دہشت گردی کی آڑ میں اور اپنے پیسے، اپنے ضمیر بیچ کر پھر یہاں کچھ چند ہی عناصر بلوچستان کی آزادی کی بات کرتے ہیں یا بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بات

کرتے ہیں کیا یہ لوگ جو بیٹھے ہیں یہ آندھے ہیں یہ بول نہیں سکتے ہیں یہ گونگے ہیں تو بلوچستان کی آزادی کی یا بلوچستان کے حقوق کی یا بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بات اگر کرنی ہے تو یہ فورم موجود ہے۔ یہ جمہوری ملک ہے پاکستان۔ یہاں اگر کسی نے بھی اپنے حقوق کی بات کرنی ہے تو جمہوریت کے اندر رہتے ہوئے اپنے حقوق کی بات کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے آئین نے ہم سب کو یہ اجازت دی ہے یہاں سارے لوگ جو بیٹھے ہوئے ہیں اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور اپنے اپنے حلقوں کے عوام کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔کسی نے بھی اپنے عوام کے حقوق پر compromise نہیں کیا ہے۔ یہاں ہم جتنے ووٹ لیتے ہیں ظاہری بات ہے ہم نے عوام کے دلوں کو جیتا ہے ہم نے عوام کے دلوں پر حکمرانی کرنی ہے ہم نے عوام کے حقوق کی نمائندگی کرنی ہے ۔تو تب ہمیں یہ نمائندگی ملتی ہے ۔ جناب اسپیکر! مَیں تو کہتا ہوں یقیناً یہ ایک بڑا فورم ہے اور اہم ڈیبیٹ ہے۔ یہ ڈیبیٹ اگر چلتی رہے تو کل تک چلتی رہے تو کوئی حل نہیں ہوگا اس میں میرے خیال میں کم از کم meaningful debate ہونی چاہیے اور کم سے کم ہمیں بھی ایک نتیجہ تک پہنچنا چاہیے ہم روز روز مذمتیں تو کرتے ہیں لیکن یہ ہے کہ نتیجہ پر ہم آج تک پہنچے نہیں ہیں۔ بیشک یا تو یہ in-camera debate کرلیں۔ ہم یعنی یہ اسمبلی کیا چاہتی ہے۔اور ہمارے یہاں نواب بیٹھے ہیں یہاں سردار بیٹھے ہیں یہاں عوامی نمائندے بیٹھے ہیں اُن کی بات نہیں چلتی۔ مٹھی بھر عناصر جو زرخرید لوگ ہیں جو paid لوگ ہیں وہ آکر ہمارے بلوچستان کے ایک پرامن ماحول کو خراب کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو بلوچستان کے نمائندے کہتے ہیں اور باقاعدہ برملا یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بات ہونی چاہیے۔ بلکہ ہمارے کچھ دوست بھی کہتے ہیں کہ بات کرلیں۔ بات کس سے کرلیں۔تو یہ کیا آپ یہ گارنٹی دے سکتے ہیں کہ یہ جو زرخرید لوگ ہیں آپ کی تاریخ پہلے بھی آپ جا کے دیکھ لیں کہ آپ کی تاریخ میں اس طرح کے لوگ کبھی پہلے نہیں گزرے ہیں کہ وہ اپنے ضمیر بھی بیچتے تھے اور اپنا وطن بھی بیچتے تھے اور اپنے ملک بھی بیچتے تھے۔ تاریخ بھرا پڑا ہے اگر آپ ان سے بات کرتے ہیں اگر کل ان سے مذکرات کرتے ہیں تو اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ کل پھر چند لوگ اُٹھ کے اپنے آپ کو بیچ دیتے ہیں اور یہاں لوگ ویسے خریدار آئے ہوئے ہیں یہاں لوگوں کے ضمیروں کو خرید رہے ہیں تو پھر کل کچھ لوگ اُٹھ کے پہاڑوں پر چڑھ جائینگے اور بدامنی پھیلائیں گے ان کو ہر واردات کی پیمنٹ ہوتی ہے۔ تو ان کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں تو کہتا ہوں نہ مذاکرات، ٹھیک ہے مذاکرات بھی آپ بیٹھ جائیں یہ اسمبلی کوئی فیصلہ تو دے کم سے کم۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم یہاں جس طرح دوست نے کہا کہ مذمت ہی کرتے ہیں ہم لوگ اور serious ہیں نہیں ہم لوگ۔ اور یہ مَیں کہتا ہوں صرف پورے بلوچستان کے لئے یہ بدنما داغ ہیں یہ لوگ۔ یہ انہوں نے ہمارے سرداروں کو چیلنج کر دیا ہے ہماری روایات کو چیلنج کر دیا ہماری نمائندگی کو چیلنج کر دیا ہے۔ اسمبلی میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں نمائندگی ہم کرتے ہیں۔ تیس چالیس ہزار پچاس ہزار ووٹ لیکر ہم آئے

ہوئے ہیں اسمبلی میں۔لیکن ایک حلقے میں ایک بندہ جو کہ گندا بندہ ہوتا ہے اور زر خرید اور paid بندہ ہوا ہے لوگوں کا غلام ہے اور اپنے ضمیر کو بیچا ہے انہوں نے۔ ہمارے یہاں امن وامان خراب کرنے پر انہوں نے قیمت لی ہے۔اور وہ آزادی کی بات کرتے ہیں اور بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں کیا ہم لوگ پھر سارے فیل ہیں؟ تو اس کا مقصد یہ ہے نمائندے نمائندے نہیں ہیں۔ یہ اسمبلی عوامی نمائندگی کا حق نہیں رکھتی۔تو جناب اسپیکر! یہ ساری باتیں میرے خیال میں یہ میری نظر سے کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ہمیں ایک آخری ایسی تجویز سوچنی ہوگی کہ ہم نے آخر کرنا کیا ہے۔میرے ذہن میں کرنا ہم نے یہ ہے کہ یہ ہمارے ملک کے دشمن ہیں ان کا کوئی نہ اپنا ایجنڈا ہے یہ دوسرے کے ایجنڈے پر چل رہے ہیں یہ زر خرید لوگ ہیں۔ یہ نہ مذاکرات سے نہ آرام سے بیٹھیں گے نہ ان سے مذاکرات کا کوئی حل ہے یہاں ایک فیصلہ کن جنگ ہونی چاہئے میرے خیال میں کہ جو بھی ہماری فورسز فیصلہ کرتی ہیں ہم اسمبلی نے ہم سیاسی پارٹیوں نے ہم عوامی نمائندوں نے ہم نوابوں اور سرداروں نے سب نے انکو سپورٹ کرنا ہے کہ ہمارے ملک کے دہشت گردوں کو یہ دہشت گرد ہیں یہ ہمارے ملک کے دشمن ہیں تو کافی ہمارے ہزاروں لوگوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی مذاکرات اُنہی کے ساتھ مذاکرات جو ہمارے ملک کے دسمن ہیں جو ہمارے ملک کے دشمن کے ایجنڈے پر چل رہے ہیں۔اور ہمیں پتہ ہے کہ انہوں نے یا تو پھر ہمیں ماننا ہے کہ ہم جو اسمبلی بیٹھی ہیں فضول ہے۔ یہ اسمبلی کسی کام کی نہیں ہے۔ ہم عوامی نمائندگی کا حق نہیں رکھتی ہے۔اگر ہم واقعی عوامی نمائندے ہیں تو پھر ان لوگوں کو ہم نے فضول کہنا ہے۔ وہ فضول لوگ ہیں ہم عوامی نمائندے ہیں ہم نے عوام کے ووٹ لیکر یہاں پہنچے ہوئے ہیں اور ہم عوامی نمائندگی کا حق رکھتے ہیں۔لہٰذا ہمیں اپنی فورسز کا ساتھ دینا ہوگا۔ہمیں اپنی فروسز کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی۔اور دشمن کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی۔ظاہر سی بات ہے کہ ہماری فورسز نے جو قربانیاں دی ہیں اور مزید جو قربانیاں دے رہی ہیں اور اس کا یہی حل ہے کہ اِنکے ساتھ لڑنا ہوگا۔اور انکی بیخ کنی کرنی ہوگی۔اور ان کو ہم نے انجام تک پہنچانا ہوگا ورنہ یہ گندہ اِسی طرح رہے گی اور اس صوبے کا امن وامان یہ ہے کچھ مُٹھی بھر عناصر ہیں نہ انکی کوئی تعداد ہے نہ انکا لشکر ہے نہ کوئی انکی افرادی قوت ہے۔لیکن بدامنی تو کچھ ہی لوگ پھیلا سکتے ہیں۔تو جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ڈیبیٹ اگر کل تک بھی چلی جائے تو میرے خیال میں اچھی بات ہوگی۔اور یہ ڈیبیٹ چلنی چاہئے اور بلکہ تھوڑا سا ہمیں سیریس ہو کے صرف یہ نہیں کہ جس طرح دوست نے کہا کہ الفاظ کی حد تک سختی کریں نہیں ہمیں کم سے کم ایک full debate یہاں کرنی چاہئے اِن کیمرہ بیٹھک ہو لیکن بعد میں ہمیں ایک خلاصہ دنیا کے سامنے لانا چاہئے تا کہ پتہ ہو کہ کم سے کم ہم اپنی فورسز کے ساتھ ہیں۔اور ہم اپنے ملک کے ساتھ ہیں۔اور ہم دشمنوں اور دہشت گردوں کے خلاف ہیں۔اور ہمارے ملک کے جو پالیسی ساز ادارے ہیں اُنکی پالیسی کی ہم حمایت کرتے ہیں۔اور اس جنگ میں بھرپور ہم اپنی فورسز کے ساتھ کھڑے ہیں اپنی طرف سے تو میں اپنی فورسز کو سرخ سلام پیش

کرتا ہوں کہ انہوں نے اِن دہشت گردوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا بہت سی قربانیاں دیں۔ بہت سی قیمتی جانیں انہوں نے دیں۔ بڑے بڑے آفیسرز ہمارے شہید ہوگئے ہمارے نوجوان شہید ہوگئے ہماری بیوروکریسی کے لوگ شہید ہوگئے لیکن میں کہتا ہوں کہ ان باتوں سے یہ جنگ ختم ہوگی نہ آپ کی آخری ہے نہ اول ہے یہ تو چلتی رہے گی جب تک آپ کے ملک کے دشمن زندہ ہوں آپ کا انڈیا دشمن ہے آپ کے بارڈرز پر آپ کے سارے دشمن ہیں یہ کچھ لوگوں سے آپ بات کر بھی لیں تو آپ کے لوگ اسی طرح یہ خریدتے جائیں گے اور آپ کے امن وامان کو یہ خراب کرتے جائیں گے بہرحال ہمیں اپنی فورسز کے ساتھ دینا چاہیئے فورسز کی جو بھی حکمت عملی ہو۔ انہوں نے لڑائی شروع کی ہے اس لڑائی میں ہم نے اپنی فورسز کے ساتھ دینا ہے سب نے مل کے وہ چاہئے یہاں کے جو بھی ہیں ان دہشت گردوں نے ہمیں چیلنج کیا ہے ہماری غیرت کو چیلنج کیا ہے ہماری نمائندگی کو چیلنج کیا ہے وہ کوشش کررہے ہیں کہ پاکستان کو destabilize کریں پاکستان کی معیشت کو تباہ کریں اور بلوچستان کی جو پسماندگی ہے اس پسماندگی پر ابھی تک ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہورہا ہے بلوچستان پہلے سے تباہ ہورہا ہے غرق ہے ہم کہتے ہیں بلوچستان پسماندہ صوبہ ہے لیکن واقعی بلوچستان پسماندہ ہے لیکن اس پسماندگی کا ذمہ دار ہم خود ہیں کوئی اور نہیں ہمیں کسی اور کو نہیں ٹھہرانا چاہئے ہم اپنی ہی ترقی نہیں چھوڑ رہے ہیں ہم سی پیک کو نہیں چھوڑ رہے ہیں ہم گوادر کو نہیں بننے دے رہے ہیں تو چائنا آیا ہوا ہے یہاں ہمیں ڈویلپمنٹ دے رہا ہے لیکن ہم انکی رکاوٹ بن رہے ہیں آپ دیکھ لیں گوادر تک صرف آپ کا جو سی پیک کا جو روٹ ہے یہ کیوں ڈسٹرب ہے باقی کہیں بھی دہشت گردی نہیں ہے صرف آپ کا جو سی پیک کا روٹ ہے یہ ہماری ترقی کا راز ہے یہ ہمارا future ہے تو اس future کو یہ لوگ تباہ کررہے ہیں۔ یہ ہمارے دشمن ہیں اس ملک کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا اِن سے میری تجویز ہے کہ ان کے ساتھ لڑ کے مقابلہ کرنا چاہے اور ہمیں اپنی فورسز کو سپورٹ کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you حاجی نور محمد دمڑ صاحب۔ میڈم راحیلہ حمید درانی۔

محترمہ راحیلہ حمید درانی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you اسپیکر صاحب آپ نے مجھے ٹائم دیا موقع دیا بات کرنے کا میرے تمام ساتھیوں نے بہت تفصیل سے اس موضوع پر بات کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ واقعہ جو ہوا ہے ہم 2008 سے 2012 تک بھی تھے بہت اس طرح کے واقعات ہم نے face کئے دیکھے۔ اور ہم نے اُس وقت بھی مذمت کی آج بھی مذمت کرتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی دردناک واقعہ ہے۔ اور اس پر یقین کریں ہم جب باہر جاتے ہیں لوگوں سے ملتے ہیں اپنی فیملی سے ملتے ہیں جب میں گھر گئی تو میری بہنوں نے کہا کہ یہ کیا ہوا آج۔ ہر آنکھ اشک بار۔ وہ آنکھ نہ پنجابی ہے نہ بلوچ ہے نہ پٹھان ہے وہ ایک انسان کے ایک احساس کی وجہ سے اس تکلیف میں ہے۔ کس وجہ سے مارا؟ کیا ہوا وہ تو ایک نام دے دیا اس میں۔ اور بھی قومیت کے لوگ تھے۔ لیکن اس سے زیادہ میرے خیال میں انسانیت

کی تذلیل نہیں ہوسکتی ہے۔ کہ ایک انسان کو مارا گیا میں تو یہ دیکھتی ہوں۔ اُن انسانوں کو وہ بھی کسی کے بیٹے تھے وہ بھی کسی کے باپ تھے وہ بھی کسی کے بھائی تھے۔ آج تک ایک بہت بڑا question mark آ رہا ہے کہ کیوں مارا؟ نام صرف دیا جارہا ہے پنجابی۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ صرف پنجابی یا اس کی وہ ہے۔ یہ ایک سوچ ہے سب کو پتہ ہے کہ اس وقت بلوچستان انٹرنیشنل توجہ کا مرکز ہے۔ بہت سی دنیا کی نظریں ہمارے بلوچستان پر پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے اس حساب سے دیکھنا ہے کہ بلوچستان کو ہم نے کس طرح سے save کرنا ہے۔ اور میں نے خیر جان صاحب کی تقریر سنی باقیوں کی سنی کسی میں بھی میرے خیال میں کوئی دورائے ہی نہیں ہے اس کے اوپر کہ اس طرح کے لوگوں کے ساتھ قانون کے مطابق جو بھی ہمارا قانون کہتا ہے اُس حساب سے ہمیں لڑنا ہے۔ لیکن میں اس سے ایک step آگے جاؤں گی۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ نہ صرف اس ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی۔ اور صرف ہم افسردہ ہوتے رہیں یا اُس کے حساب؟ بلکہ اس سوسائٹی کے اور بلوچستان کے ہر فرد کی ہے۔ دیکھیں! اِس وقت یہ جو واقعہ ہوا جس میں ہمارے 23 لوگ شہید ہوئے۔ اس کے ساتھ پھر ایک اور واقعہ ہوا۔ اور ادن میرے خیال میں کوئی سترہ یا اٹھارہ کوئی اس طرح کے واقعات ہوئے بلوچستان میں۔ اس میں ایک لڑکی نے خودکش حملہ کیا اور میں کہتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی alarming situation ہے اگر ہم اس چیز کو سمجھیں۔ خودکش حملے کا تو پوری دنیا میں کوئی حل ہی نہیں ہے اگر ایک بندہ اپنے آپ کو مارنا چاہتا ہے اور اُسکے ساتھ بہت سی جانیں لے جاتا ہے تو اسکا کیا حل ہے تو اس کا دنیا میں کوئی حل نہیں ہے۔ لیکن وہ لڑکی نہیں تھی ہم نے یہ سوچا کہ ایک لڑکی اِس stage تک کیسے آئی؟ اُس نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اور مَیں اُس کے والد کا انٹرویو سُن رہی تھی انتہائی شریف النفس انسان، انتہائی پریشان حال اُس کو بھی نہیں پتہ تھا کہ اُس کی بیٹی کی کیا سوچ ہے۔ اور اُس کی بیٹی اِس لیول تک کیسے پہنچ گئی۔ ہمارا tribal area ہے لڑکیاں گھر میں ہوتی ہیں زیادہ۔ اُنہیں بھی نہیں پتہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میری بیٹی نے خودکش حملہ کر دیا مجھے یقین نہیں آ رہا۔ انتہائی اچھی فیملی۔ سوچیں اُس کی موت دوسرے لیکن ہماری لڑائی اس وقت سوچ کے ساتھ ہے۔ اور یہ بہت بڑی لڑائی ہے۔ اگر ہم اِس چیز کو سمجھیں اور اِس issue کو اُسی انداز میں address کریں۔ بالکل صحیح کہا دُمڑ صاحب نے بھی اور دوسروں نے بھی کہ اِس سے speeches صحیح ہیں ہو رہی ہیں کل بھی ہوں گی پرسوں بھی ہوں۔ لیکن we should come on the conclusion or solution یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم یہاں بیٹھیں اگر ہم لوگ اسمبلیوں میں ہیں اور جو پارٹیز اسمبلی میں نہیں ہیں وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں کہیں جی یہ تو گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ لوگ مر رہے ہیں کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہ بلوچستان کے لوگ ہیں؟ بلوچستان کے لوگ ہیں چاہے ہماری فورسز ہیں چاہے وہ پنجاب سے آئے ہوئے لوگ ہیں جو بلوچستان سے لوگ جا رہے ہیں چاہے وہ ہمارے لوگ ہیں جو کہ عام ہیں ہمارے DC شہید ہو گئے ہیں کیا وہ بلوچ نہیں ہیں؟ تو ہمیں

اِس وقت اِس جنگ کی نوعیت سمجھنے کی ضرورت ہے اور اُسے address کرنے کی ضرورت ہے، یہ لڑکی اسٹوڈنٹ تھی، مہمل بلوچ، لاء کالج تربت کی۔ مَیں آپ سب سے ایک request کروں گی ایجوکیشن منسٹر بھی ہوں اُس حوالے سے بھی پلیز آپ نمائندے ہیں اپنے اپنے علاقوں کے۔ ہم تو اپنے steps لے رہے ہیں تمام اداروں کو ہم نے لکھ بھی دیا ہے اپنے جو تعلیمی institutions ہیں لیکن آپ بھی اپنے علاقوں میں اپنے educational institutions پر اِس حوالے سے صرف سیاست نہیں کرنی۔ یہ ہمارے بچے ہیں چاہے اِدھر کے ہیں چاہے اُدھر کے ہیں چاہے کدھر کے ہیں یہ ہمارے بچے ہیں یہ یونیورسٹیاں بھی ہماری ہیں یہ institutions بھی ہمارے ہیں اس میں پڑھانے والے بھی ہمارے ہیں۔ مَیں نے پھر کہا کہ سوچ اِس طرف جارہی ہے۔ وہ لڑکی تین مہینے سے بتارہے ہیں کہ intact نہیں تھی اپنی فیملی کے ساتھ وہ کیا کررہی تھی کن لوگوں نے اُس کو اِس لیول تک لایا یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ اور کتنے اسٹوڈنٹس اور کتنے youth اِس راہ پر گامزن ہو چکے ہیں تو میرے خیال میں ہمیں اس وقت ان چیزوں پر عملی جو ہم نے steps اُٹھانے ہیں اُس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اورسب سے بڑی بات کہ اور یہ سوچ ٹرانسفر ہوتی جارہی ہے۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ وہ بھی ایک سٹوڈنٹ ہے آج اُن کے جلسوں میں ہم دیکھتے ہیں لوگ ہیں وہ بہت سی youth کو اُن کی سوچ اُن کے پیچھے چل رہی ہے ہم نے اُن لوگوں کے ساتھ جو بات کرتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں اُن سے بات کرنی ہے اور جو لڑ رہے ہیں جو اس طرح کی کاروائیاں کررہے ہیں اُسی طرح کا سلوک ہونا چاہیے جو کہ ہمارا law کہتا ہے۔ میری تجویز کچھ ہے۔

جناب اسپیکر: We are running short of Time Madam!

وزیر تعلیم: last ten minutes اسپیکر صاحب۔ مَیں چاہتی ہوں کہ آل پارٹیز بلوچستان کی ایک کانفرنس بلائی جائے تمام اسٹیک ہولڈرز جو ہمارے ہیں اُن کے ساتھ بات چیت کی جائے کہ ہم نے چونکہ بلوچستان ہمارا ہے یہ پاکستان کا very much part ہے۔ اگر آج بھی ہم نے تمام اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ بات نہ کی تو اِسی طرح ہم مختلف isseus کا شکار رہیں گے۔ ہمیں ایک دوسرے سے بات کرنی ہے۔ ہماری نیو جنریشن کہتی ہے ہمیں کیا ملا ہے، ہماری شہادتیں ہر طرف ہیں ہم باہر نہیں جاسکتے ہم کچھ نہیں کرسکتے مَیں چاہتی ہوں کہ ہمارے youth کی کانفرنسز ہمیں youth کو engage کرنا ہے یہ اُن کے ساتھ open dialogue وہ کیا چاہتے ہیں اُن کی کیا رائے ہے اِس بارے میں ہمیں اُسے اپنے ساتھ مل کر بٹھانا ہے۔ مَیں جتنی بھی پولیس کھڑی کردوں اپنے institutions میں خودکش کو آپ کیا روکیں گے۔ مَیں یہ بھی چاہتی ہوں کہ ہماری وومن کانفرنسز ہوں ہماری بچیاں اب اس میں شامل ہوگئی ہیں اور this is main point جو مَیں چاہتی ہوں کہ اِس کو بڑا seriously address کرنا چاہیے۔ مَیں پھر کہوں گی

کہ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کے ساتھ بیٹھیں جو بات کرتے ہیں اُن سے بات کریں ایسا نہ ہو کہ کچھ چیزیں کچھ لوگ جو ابھی تک اُس راہ پر نہیں چلے وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں۔ میری ایک suggestion یہ بھی ہے کہ in-camera briefing دی جائے تمام ممبرز کو پارلیمنٹیریز کو اور ہمیں وہ حقائق بتائے جائیں تا کہ بہت سے لوگ جو کشمکش میں ہیں کہ یہ کیا ہو گیا کہ کیا نہیں ہوا کچھ speeches ایسی ہوئی ہیں جو کہ نہیں ہونی چاہیے تھیں بہر حال اُن کی رائے ہے اسمبلی میں اُنھوں نے دیں لیکن نہیں ہونی چاہیے تھیں۔ یہ حقیقت ہے ہمارے پولیس والے آج پھر ایک پولیس والا شہید ہوا اُس بیچارے کا کیا قصور تھا اُس کو مار دیا ہماری سرحدوں پر ہماری فورسز وہ بھی تو کسی کے بیٹے ہیں جو میں اُن کی ٹی وی پر دیکھ رہی ہوتی ہوں جب اُن کی مائیں اُن کے والد اُن کی میتیں recieve کر رہے ہوتے ہیں آپ اُن سے پوچھیں تو we are all human یہ تو ہر گھر کا مسئلہ بن رہا ہے اور جو دشمن چاہ رہا ہے وہی ہو رہا ہے اِس ملک میں اِسی صوبے میں آپس میں لڑاؤ اور differences کرو اور چیزوں کو خراب کرو تو میں چاہتی ہوں کہ اس میں اگر سی ایم صاحب! آپ ایک ان کیمرہ بریفنگ کا انتظام کریں اور سب مل کر آل پارٹیز کانفرنس کریں ہم کسی راہ پر آگے چلیں گے اور انشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مسئلہ کا حل ہے صرف ہمیں ایک پیج پر ہونے کی ضرورت ہے۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: Thank you Madam ۔ جناب زرین خان مگسی صاحب۔ مگسی صاحب بالکل brief and to the point

نوبزادہ زرین خان مگسی: اسپیکر صاحب! Thank you for giving me the floor. میں سمجھتا ہوں کہ اِس ایوان میں جو مذمتی قرارداد جو پیش ہوئی ہے اُس کی میں بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایک دوست ہمارا جو ہمارا fellow and respected colleagues ہیں چاہے ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوں چاہے اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوں، they will all come to a consensus کہ مذمت کریں گے اور جو بھی ہوا جی غلط ہوا in every aspect it is wrong ابھی یہ میں highlight کرنا چاہ رہا ہوں میں ضروری سمجھتا ہوں اِس بات کو highlight کرنا کیونکہ this issue of terrorism, this issue of violence, this issue of intolerance.

(خاموشی۔ اذانِ عصر)

جناب اسپیکر: جی۔

نوابزادہ زرین خان مگسی: اسپیکر صاحب! تو میں کہہ رہا تھا کہ یہ جو issue ہے ہمارا terrorism کا violence کا intolerance کا یہ جی ہم clear cut message دینا چاہ رہے ہیں کہ یہ دہشت گردی ہے اور کسی کو غلط فہمی

نہ ہو۔ مَیں یہ چیز اِس لیے highlight کرنا چاہ رہا تھا کیونکہ جی this issue of terrorism it goes above and beyond our political rivalries our political ideologies and the most importantly our political polarization دیکھیں political polarization ہر صوبے میں اسپیکر صاحب! ہر اسمبلی میں مگر بلوچستان کی political polarization خطرناک ہے یہی political polarization جو ہے ہمارے extreme fringe parties کو fringe ideology کو جنم دے کے promote اور incourage کیا جی۔ اِنہی لوگوں نے پھر mainstream بلوچیت mainstream nationalism کو hijack کر کے اپنایا، اپنا بنا کے ہماری جو politics ہے mainstream nationalism اور بلوچیت کی اُن کو fringes پر لے کے چلے گئے اور ہم پیچھے ہٹ گئے۔ تو I say this because at this crucial time اسپیکر صاحب! across the board ہر political party ہو، اِدارے ہوں we must put our differences aside۔ چاہے سیاسی ہوں، چاہے قبائلی ہوں، چاہے سوشل ہوں، یہ ایک وَیرا دَد کا جس کو بولتے ہیں۔ a crucial moment in our history, a crucial moment in our politics. تو میں جی ایک straight forward message دینا چاہ رہا ہوں۔ a straight forward clear cut message دینا چاہ رہا ہوں۔ اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان میرا ہے یہ بلوچستان آپ کا اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان کے عوام کا ہے۔ یہ جو side پر benches پر یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں regardless of caste, creed and ethnicity چاہے پنجابی ہو، چاہے پشتون ہو، چاہے بلوچ ہو، چاہے سندھی ہو، یہ message ایوان سے جا کے سندھ کے دریا تک پہنچے، پنجاب کے کھیتوں تک پہنچے اور کشمیر اور KPK کے پہاڑوں تک پہنچے کہ یہ بلوچستان ہر پاکستانی کا ہے and we are welcoming قوم اور This is a welcoming place. I must repeat this. اور یہ ہمارے جو issues ہیں بہت سنجیدہ ہیں، مگر میں یہی دعوی دیتا ہوں کہ یہ جو لوگ اپنی بلوچیت بنا کے اپنی nationalism, nationalism بنا کے اُن کو mainstream کرنا ہم اُن سے distance کرتے ہیں۔ وہ نہ ہماری تربیت ہے نہ ہم کو یہی بلوچیت اور nationalism سکھایا گیا ہے۔ جی This is the very image we should be portraying about Balochistan, about our people کہ ہم مہمان نواز ہیں ہم میزبان ہیں ہم welcoming ہیں ہم tolerent لوگ ہیں۔ تو یہ میں دُکھ سے کہتا ہوں اسپیکر صاحب! اور فخر محسوس نہیں کرتا کہ ہماری image ہماری reputation بہت خراب ہو چکی ہے ہاں ہماری reputation tarnish ہو چکی ہے

we must اور in the national community اور in the international community this is not ! اسپیکر صاحب work togather all parties to remedy to fix this image but this is not میں 10 سال باہر ملک رہا ہوں the Balochistan I came back to serve the Balochistan. جو ہمارے بڑوں نے ہمارے بزرگوں نے جو اِس دُنیا میں نہیں ہیں یہ اُن کا بلوچستان نہیں ہے؟ یہ بلوچستان چھوڑ کے نہیں گئے یہ اُن کا vision نہیں تھا مَیں نہیں مان سکتا یہ بات۔ تو مَیں یہ سوال کرنا چاہوں گا سب سے اور اگر ایک بندہ بھی ایک میرے fellow colleague یہ سن کے چلے جائیں اور سوچیں اِس بات پر تو مَیں سمجھتا ہوں میرا کام ہو گیا کہ کیا ہم اپنے آنے والی نسلوں کو، ہمارے بچوں کو، یہ بلوچستان چھوڑ کے دینا چاہ رہے ہیں؟ کہ یہ violent بلوچستان ہے ہمارا۔ کہ کل کے دن اگر بیلہ میں آئے FC camp میں ہمارا گھر ساتھ ہے۔ اگر جھل مگسی تک آجائیں اگر نصیر آباد تک آجائیں اگر ڈیرہ بگٹی اور the rest of Balochistan، ہمارے گھروں تک آجائیں تو کون کون محفوظ ہے؟ کوئی بھی نہیں نہ ہم ہیں نہ اِدارے ہیں نہ ہمارے بچے۔ تو مَیں سختی اور بھرپور انداز سے اسکی مذمت کرتا ہوں اور اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

نوابزادہ زرین خان مگسی: and I would like to end this. ہاں قرارداد کو مَیں بھرپور انداز سے میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: حمایت کرتے ہیں آپ؟

نوابزادہ زرین خان مگسی: جی ہاں بالکل قرارداد کو مَیں حمایت کرتا ہوں۔ And at the end all of this I must say کے the way forward is education اسپیکر صاحب! جب تک ہم اپنے بچوں کو تعلیم نہ دیں تب تک ہمارا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر: thank you

نوابزادہ زرین خان مگسی: last minute اسپیکر صاحب! اگر جنگ لڑی جائے اگر لڑائی ہو تو It should be with the might of the pen not with the thunder of the gun, not with violence. مَیں یہی کہوں گا at the end کہ سی ایم صاحب نے اور بلکہ ہمارے ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی پچھلے سیشن میں یہ کہا تھا کہ گوڈ گورننس کے اُوپر ہم ایک سیشن رکھیں گے جس میں جی یوتھ پالیسی کے اُوپر بات کرنی چاہیے ایجوکیشن کے اُوپر بات کرنی چاہیے۔ And then the situation at hand which is a law

and order situation. اُس کے اُوپر میں ہدایت دوں گا تجویز دوں گا request رکھوں گا سی ایم صاحب کے سامنے کہ Please call assembly session on this so we can debate and deliberate. Thank you.

جناب اسپیکر: thank you oK, oK. جناب سلیم احمد کھوسو صاحب! سلیم صاحب بالکل short کرنی ہے آپ نے meaningful۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات وتعمیرات): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس قرارداد پر بات کرنے سے پہلے زابد ریکی کے ایک، کیونکہ اُنہوں نے میرا حوالہ دیا اور میرے صحبت پور کا ذکر کیا پرائم منسٹر کے حوالے سے پچھلی دفعہ، جو 2022ء میں سیلاب آیا تھا۔ مَیں شکرگزار ہوں پرائم منسٹر صاحب کا 2022 کی بات کر رہا ہوں اُس وقت بھی جناب شہباز شریف صاحب پرائم منسٹر تھے وہ چار دفعہ میرے ڈسٹرکٹ صحبت پور میں آئے، کیونکہ سب سے زیادہ سیلاب وہاں آیا تھا اور اُس کے بعد تقریباً کوئی 400 ملین ڈالر کا قرضہ لیا گیا ورلڈ بینک اور ایشین بینک سے جو گرانٹ کی صورت میں گورنمنٹ آف بلوچستان کو دیا گیا اور اُس پر انشاءاللہ تعالیٰ کافی کام ہو چکا ہے جو اریگیشن سیکٹر میں آپ کے روڈز سیکٹر میں اور shelter کے اُوپر وہ تقریباً آخری مراحلوں میں اُن کا کام بھی شروع ہونے والا ہے کیونکہ اُنہوں نے بار بار اِس بات کی کہ پرائم منسٹر نے کچھ بھی بلوچستان۔

جناب اسپیکر: اچھا اِس کا مطلب ہے کہ پرائم منسٹر نے گرانٹ دی ہے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: جی جی بالکل دی ہے۔

جناب اسپیکر: اور وہ وہاں پر لگی بھی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات: جی۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اِس پر کام بھی start ہوگا اور اسفندیار کاکڑ صاحب ہمارے ۔۔۔(مداخلت)۔

جناب اسپیکر: صحبت پور کی بات ہو رہی تھی۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: جی۔ صحبت پور کی بات ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): کوئٹہ ایئرپورٹ کے لئے 10 ارب روپے کا کہا وہ آج تک نہیں دیے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: میں صرف صحبت پور کی بات کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل جی۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: یہ نصیرآباد ڈویژن ہے اور اُس میں باقی بلوچستان بھی ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی ہو گیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اُس کی detail دیکھ لیں گے مجھے جہاں تک یاد پڑ رہا ہے اُس میں کوئٹہ بھی ہے۔ اگر ہے تو ضرور اِس ایوان سے share کرونگا۔

جناب اسپیکر: ہو گیا ہو گیا سلیم صاحب۔ come to your topic please

وزیر مواصلات و تعمیرات: بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! حالیہ دِنوں میں جو ایک دہشت گردی ہوئی ہے اِس صوبے میں اِس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے بلوچستان کی تاریخ میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی دہشت گردی ہم نے نہیں دیکھی جو پچھلے دنوں اِس صوبے میں برپا ہوئی۔ جس طرح ہمارے لوگوں کو شہید کیا گیا اِس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہاں دوستوں نے بڑی تفصیل سے اِس پر بات کی ہے جناب اسپیکر! جذباتی ہونا naturally بات ہے اِتنا بڑا نقصان اِس صوبے کا ہو جائے اور پھر بھی یہاں ایوان میں بیٹھے سارے محبّ وطن ہیں اللہ کی مہربانی سے اِسی مٹی کے فرزند ہیں اِس ملک سے اِس صوبے سے محبت کرنے والے لوگ ہیں جذباتی naturally ہونا تو اُنکا حق بھی ہے اور اتنی بڑی جو زیادتی ہوئی ہے اور جہاں تک سمجھ میں آ رہا ہے کیونکہ یہ تو سارا internationally game ہے اِس صوبے میں جو کھیلی جا رہی ہے۔ جب اس صوبے میں ترقی کے نام پر کچھ منصوبے شروع ہوئے تو اس طرح کی دہشت گردی آئی تاکہ اُس ترقی کو روکا جائے کسی بھی صورت میں۔ بہت سارے ممالک ہیں جو نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ترقی ہو کیوں کہ بلوچستان میں ترقی ہونے کے بعد شاید اُن کو ایک بہت بڑا نقصان ہو جائے تو اُنہوں نے ہمیشہ اس صوبے کے اندر ایک کھیل کھیلا ہے۔ لیکن ہم سب کو مل بیٹھ کر سب سے زیادہ جو میں سمجھتا ہوں فکر کرنے کی ضرورت ہے اس دفعہ اس صوبے کو ایک خانہ جنگی کی طرف لے جانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے 1947ء سے پہلے جتنے بھی قبائل اس ملک میں رہتے ہیں چاہیے وہ پنجابی ہو، سندھی ہو، پشتون ہو، بلوچ ہو ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ اُس وقت بھی تعلقات تھے آج بھی تعلقات ہیں اور بہت ہی مضبوط تعلقات ہیں صرف تعلقات نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسروں کے ساتھ ہمارے رشتے بھی ہیں بڑے مضبوط رشتے ہیں۔ اِن کو اِس طرح کی دہشت گردی سے فرق نہیں پڑے گا لیکن کوشش یہی کی گئی ہے کہ صوبے کو ایک منصوبہ بندی کے تحت خانہ جنگی کی طرف لے جایا جائے۔ یہاں آپ نے دیکھا کہ کتنے بلوچ ہمارے شہید ہوئے ہیں صرف پنجابی شہید نہیں ہوئے ہیں بلوچوں کو بھی شہید کیا گیا دہشت گردوں کا کبھی بھی یہ ٹارگٹ نہیں رہا اُن کو تو صرف دہشت پھیلانا ہے اُنہوں نے لوگوں کو شہید کرنا ہے چاہے وہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہو، چاہے وہ سندھ سے تعلق رکھتے ہو، چاہے KP سے تعلق رکھتے ہوں، چاہے اس صوبے اس سرزمین کے ہمارے بلوچ فرزند ہیں کتنے لوگ یہاں شہید کیے گئے ہیں اس ایوان کے اور آپ سب کے سامنے ہیں۔ لیکن مل بیٹھ کر سوچنے کی ضرورت ہے اتنی

دہشت گردی اتنی زیادتیوں کے بعد بھی ہمارے دوست کہتے ہیں کہ بات چیت کے راستے کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ریاست ہمیشہ ایک بہت بڑا سینہ ایک کشادہ سینہ رکھتی ہے جس طرح ماں اپنا کشادہ سینہ رکھتی ہے ریاست نے بھی ہمیشہ اُسی طرح react کیا ہے۔ اگر ریاست چاہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن میں سب چیز ختم کرلیں جو جتنی دہشت گردی ہیں ختم کریں۔ یہ جو passion دکھا رہے ہیں یہ اُسی کی بنیاد ہے کہ وہ اُس طرح یہاں نہیں چاہتے ہیں کہ سسٹم کو اُس طرح ملیا میٹ کیا جائے۔ لیکن وہی بات چیت کا بھی ایک ذریعہ ہے اُس کا بھی حق ہمارے لوگوں کو دینا چاہیے ضرور دینا چاہیے جو آپ کے ساتھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں ضرور کریں کس نے روکا ہے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ اگر سی ایم صاحب نے کبھی کہا ہو کہ ہم کسی سے بات چیت نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیشہ کہا ہے کہ جو بات چیت کرنا چاہتے ہیں welcome آئیں بات چیت کریں۔ آج بھی میں سمجھتا ہوں جو بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کے ساتھ اتنی بڑی دہشت گردی ہو رہی ہے اور آپ بیٹھ کر انتظار کریں کہ آپ بات چیت کے ذریعے معاملات کو حل کریں گے۔ اگر کہیں پر معاملات بات چیت کے ذریعے حل ہوتے ہیں تو ضرور ہونے چاہئیں۔ لیکن ہمیں سب سے زیادہ فکرمند اُس نوجوان کے لیے ہونا چاہیے جو ہمارے نوجوان جس طرح میری بہن نے باتیں کیں باقی دوسرے بہت سارے دوستوں نے باتیں کیں۔ اُن کا جو ذہن divert کیا جا رہا ہے وہ بڑا خطرناک ہے اُس کے لیے ہمیں فکرمند ہونا چاہیے ہم سب کو بیٹھنا چاہیے اس ایوان کے اندر ہمارے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں نواب مری صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب ہمارے بزرگ ہیں بے انتہا تجربہ رکھتے ہیں۔ سی ایم صاحب خود ایک بہت بڑا تجربہ رکھتے ہیں ہر حوالے سے اُنہوں نے صوبے کی دہشت گردی کو بھی بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ خود بھی دہشت گردی سے گزرے ہیں ایک ایک چیز کا اُن کو تجربہ ہے۔ اِن سب تجربوں کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں ضرور بیٹھنا چاہیے بات چیت کا بھی دیکھیں جو بات چیت کرنا چاہتے ہیں اُن سے ضرور بات چیت کریں لیکن یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ بات چیت کے انتظار میں ہم اپنے لوگوں کو اس طرح چھوڑ دیں اور اس طرح کی دہشت گردی ہو۔ مگسی صاحب نے جس طرح کہا کہ وہاں چلے گئے وہاں چلے گئے اور کل یہ جھل مگسی میں بھی آسکتے ہیں کل نصیر آباد میں بھی آسکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ہمارا گھر ہے وہ آج ہمارے گھر میں آچکے ہیں اس کے بعد کیا آئیں گے۔ کیا موسیٰ خیل ہمارا گھر نہیں ہے کیا مستونگ ہمارا گھر نہیں ہے کیا ذاکر بلوچ ہمارا نہیں تھا کیا رحمت بلوچ کا بھائی جو آج زخمی حالت میں پڑا ہے وہ کون ہے؟ وہ بھی ہمارا ہے ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ merge ہیں میرے خیال میں اس کے بعد اور کیا دہشت گردی ہوگی وہ ہمارے گھر کے اندر گھس چکے ہیں۔ اُس گھسنے کے بعد بھی اگر ہم بیٹھ کر کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر بلوچستان کو کون ٹھیک کرے گا بلوچستان کو اسی ایوان نے ٹھیک کرنا ہے۔ لیکن ہاں passion کے ساتھ صبر کے ساتھ جذبات ہونا بھی بہت ضروری ہے

کیوں کہ حالات اس طرح کے پیدا کیے گئے ہیں تو جذباتی naturally ہونا ہے وہ بھی اُس طرف بھی آپ جائیں جہاں آپ نے سختی کرنی ہے ان سختی کے معاملات کو بھی ساتھ رکھیں۔ باقی جو ہمارے بچے جو ہمارے ہاتھوں سے نکلتے جارہے ہیں جو divert ہوتے جارہے ہیں اُن کے ذہنوں کو تبدیل کیا جارہا ہے اُس کے بارے میں ہمیں بیٹھنا پڑے گا بہت جلد بیٹھنا پڑے گا میں سی ایم صاحب سے request کروں گا کہ کوئی کانفرس کی صورت میں کوئی جرگہ کی صورت میں بلکہ اس صوبے کے نواب سردار ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو بٹھائیں آپ کاروباری لوگوں کو بٹھائیں کیوں ہر چیز اس وقت ہماری مفلوج ہوچکی ہے۔ آپ کا کاروبار مفلوج ہو چکا ہے جہاں امن و امان نہیں ہوگا تو اُس کے بعد کیا صورتحال آگے جاسکتی ہے امن و امان سب سے پہلے ہے اُس کے بعد پھر باقی زمانے باقی سلسلے سارے بعد میں ہیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں بہت جلد امن و امان قائم ہوگا ہماری فورسز کے اندر یہ capability اور capicity موجود ہے کہ اس صوبے کو بہت جلد امن کا گہوارہ بنائیں گے ایک بہتر صوبہ بنے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ روایتوں کا یہ ہمیشہ امین رہا ہے اور آج بھی ہے ہم ایک دہشت گرد کو لے کر کہتے ہیں کہ جی یہ بلوچستان کی روایات نہیں ہیں۔ بلوچستان کا اِن دہشت گروں کی روایتوں سے تعلق ہی نہیں ہے۔ لیکن جو ہماری روایتیں ہیں وہ آج بھی موجود ہیں الحمدللہ ہر قبیلہ چاہے پشتون قبائل سے تعلق رکھتے ہوا پنے اپنے حلقوں میں اپنے علاقوں میں ایک نامور شخصیات یہاں بیٹھے ہیں۔ صوبے کے لوگوں نے اِن کو بھیجا ہے میرٹ کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ سارے عوامی لوگ یہاں پر موجود ہیں آج اگر یہ اس صوبے کے مسئلے اور مسائل کا حل نہیں نکالیں گے پھر کون نکالے گا۔ ہمارے دوست نے بڑی اچھی بات کی بھلے اس کو ایک دن بات کریں دو دن بات کریں تین دن بات کریں لیکن اس topic کو windup کرنے کے بعد ہم سب ایک page پر ہونے چاہئیں اور ہمیں کوئی نہ کوئی solution لازماً اس کا نکال کر اُس کے بعد اس بیٹھک کو ختم کرنی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: thank you سلیم کھوسہ صاحب۔ محترمہ شاہد روف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: شکریہ اسپیکر صاحب۔ اب تک بہت سے لوگ اس پر بہت سی بات کر چکے ہیں میں بالکل زیادہ time نہیں لوں گی۔ تھوڑی سی باتیں آپ کی گوش گزار کروں گی۔ جو کچھ بھی 25 اور 26 کی درمیانی رات بلوچستان میں ہوا وہ یقیناً بہت افسوس ناک تھا چاہے بلوچوں کے ساتھ ہوا، پشتونوں کے ساتھ ہوا، پنجابیوں کے ساتھ ہوا۔ لیکن جو message ہمارے صوبے سے گیا اُس پر ہمیں ضرور نظر رکھنی ہے۔ یہ مذمت جو آج ہم یہاں کر رہے ہیں مجھے لگتا ہے کہ بہت پہلے بہت سالوں پہلے شروع ہو جانا چاہیے تھا جو کہ ہم نہیں کر سکے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج بھی اس کشمکش کا شکار ہیں کہ آیا ہم اُن لوگوں کو دہشت گرد کہیں یا ناراض بلوچ کہیں۔ ہمارے دلوں میں یہ کھٹکا ہے۔ اور ہم

ابھی بھی اتنے clear نہیں ہیں کہ ہم نے اِن لوگوں سے کہنا کیا ہے۔ اور اس چیز کا مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ یہ چیز میں آج سے نہیں الحمدللہ 2002ء سے اسمبلی میں تھی جب سے یہ ہم دیکھتے آرہے ہیں۔ I appreciate CM Sahib کہ میں نے اپنے اُن tenures میں دیکھا کہ اِن میں اُس وقت بھی اتنی courage تھی کہ اِنہوں نے کہا کہ وہ ناراض بلوچ نہیں وہ دہشتگرد ہیں اور آج بھی یہ اُس stance پر ہیں لیکن میں پھر چاہوں گی اور میں demand کروں گی سی ایم صاحب سے کہ kindly آپ کو کم از کم یہ 65 لوگ جو اس ہاؤس کا حصہ ہیں اِن کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ اگر آج آپ کی اسمبلی کا ایک ممبر آپ سے الگ ہو کے یہ کہتا ہے تو وہ کیوں کہہ رہا ہے؟ ایسے ہوسکتا ہے اُن کے کچھ سیاسی عزائم ہوں اُن پر میں بات نہیں کروں گی۔ لیکن جب بھی ہمارے آپس میں کیمونیکیشن گیپ آجاتا ہے تو چیزیں خراب ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ میں آپ سے ڈیمانڈ کرتی ہوں۔ جیسے باقی لوگوں نے بھی کی کہ ایک ان کیمرہ بریفنگ کا اہتمام کرنا چاہیے، جس میں آپ کے یہ ممبرز تو کم از کم کسی ایک پوائنٹ پر متفق ہوجائیں کہ آیا ہمیں آپریشن کرنا ہے آیا ہمیں ان سے بات کرنی ہے ہمیں اپنے صوبے کے حالات کو کس طرح سے لے کے آگے چلنا ہے۔ مجھے تھوڑی سی reservation ہے جو اس وقت وفاق کے behaviour پر ہے۔ دیکھیں بڑی جگ ہنسائی ہوئی ہماری محسن نقوی صاحب تشریف لاتے ہیں سی ایم صاحب ساتھ کھڑے ہیں اور وہ بیان کیا دیتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات ایک ایس ایچ او کی مار ہے sorry to say اس قدر behaviour non serious ہے اُن کو پتہ ہی نہیں کہ بلوچستان کو کس آگ میں دھنسا جارہا ہے۔ اور اتنے بڑے ایک عہدے پر بیٹھا ہوا بندہ اس قدر غلط بات کر کے جاتا ہے اور غلط message convey کر کے جاتا ہے۔ خدارا یہ بہت ہی serious issue ہے آپ یہ کہتے ہیں کہ اتنی بات ہوئی اتنا ٹائم ہم نے consume کیا ہماری اسمبلی نے۔ یہی تو وہ چیز ہے جس پر آپ کو آج dialogue کرنا ہے یہی تو وہ مسئلہ ہے جس پر آپ کو بولنا ہے آپ کو اپنا concessions develop کرنا ہے۔ تو سب سے پہلے گورنمنٹ کو میری suggestion یہ ہے کہ سیکیورٹی ایجنسیز کو ساتھ بٹھائیں آپ کی آرمی آپ کے ساتھ بیٹھے، آپ کی پولیس آپ کے ساتھ ہو، آپ کے اس ہاؤس کے ممبرز آپ کے ساتھ ہوں، اور ان کیمرہ بریفنگ کو ضرور arrange کیا جائے۔ تاکہ یہاں جو لوگوں کے ذہنوں میں ابہام ہے ابھی تک کہ ہو کیا رہا ہے اور پھر ہم بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ ہماری فوج ہمارے لیے کیا کررہی ہے ہماری پولیس ہمارے لیے کیا کررہی ہے۔ میں بالکل کوئی ایسا بیان نہیں دینا چاہتی جو ان اداروں کے خلاف ہو۔ کیونکہ مرنے والے وہاں بھی میرے اپنے ہیں کیا فوج اس صوبے کے لیے اپنی جان قربان نہیں کررہی؟ کیا پولیس اپنی جان قربان نہیں کررہی؟ کیا اگر ایف سی نہ ہوتی جس کے لیے اتنا کہا گیا کہ ایف سی کو ختم کردو۔ میں کہتی ہوں آپ ان روڈز پر travel کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔ تو خدارا ان چیزوں

کومت الجھائیں، مسئلوں کو سلجھانے کی طرف لے جائیں۔ میری پارٹی جمعیت علماء اسلام نے جب یہاں الیکشن ہوا، ہم نے اس وقت ہی کہا کہ ہمیں الیکشن کے اوپر reservation ہے۔ لیکن اُس کے باوجود ہم نے ہماری پارٹی نے جمہوریت کا حصہ بننے کو ترجیح دی، اس لیے کہ ہم اس ملک کی بقا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ملک چلے، کیونکہ یہ ملک ہے تو ہم ہیں۔ 47-45 جو بھی form۔

جناب اسپیکر: Please Madam! cut it short.

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! kindly میں نے آپ سے پہلے بھی کہا کہ یہ وہ ایشو ہے جس پر بات کرنی ہے اس کے علاوہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ جب آپ اپنے صوبے میں امن ہی نہیں لا سکتے، مجھے بتائیں آپ کیا کریں گے۔ لوگ اپنے گھروں میں محصور ہو گئے آپ کا صوبہ چھوڑ رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں ''cut madam.'' خدارا! ایسا نہ کریں میں زیادہ سے زیادہ دو تین منٹ لوں گی۔ دوسری بات جو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ دیکھیں لوگوں کے ذہن، آپ کی سیکیورٹی فورسز سے کیوں اتنے خائف ہو گئے ہیں۔ اُن کو سوچنا چاہیے جہاں وہ غلط ہیں ہمیں بھی جرات کرنی چاہیے کہ اُن کو آئینہ دکھائیں یہاں یہاں آپ غلط ہیں۔ میں نے بارہا اسی فورم پر یہ بات کی کہ کینٹ کے اندر entry کو آسان بنایا جائے۔ میں پھر کہہ رہی ہوں کیمونیکیشن گیپ آئے گا تو وہ لوگ اس کا فائدہ اٹھائیں گے جو آج اٹھا رہے ہیں۔ آپ بار بار یہاں کہتے ہیں کہ اپنے بچوں کی ذہن سازی کریں۔ کون کرے گا؟ میں نے اور آپ نے کرنی ہے۔ جب ہم اپنے درمیان میں اتنی دوریاں لے آئیں گے تو اُن کو تو تیسرے فرد کو جو آپ کا دشمن ہے اُن کو تو خود ہی آپ کی کمزوری مل گئی ہے، وہ آپ کے بچوں کو اپنی طرف کرے گا۔ سر! یہاں آپ بھی تشریف رکھتے ہیں سی ایم صاحب بھی رکھتے ہیں جو بھی بی ایل اے کر رہی ہے وہ تو بی ایل اے کر رہی ہے، آپ اپنے صوبے کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ ایک تعلیمی ادارے سے ایک بچی کو وہ trap کر لیتے ہیں میرے تو کوئٹہ شہر کے بیچ میں سائنس کالج کا کیا حال ہوا ہے اُس کا جواب مجھے کون دے گا؟ کیا وہ بی ایل اے نے کیا ہے؟ آپ گوڈ گورننس کی بات کرتے ہیں آپ جتنی بھی لوگوں کو facilitate کریں گے اس کا مطلب ہے آپ اُن کو اپنے قریب کر رہے ہیں۔ بہت معذرت کے ساتھ اگر کسی کو میری بات بری لگی ہو ہم یہاں اس وقت اپنی powers کو delegate ہی نہیں کر رہے ہیں۔ ہر ادارہ میں one man show چلا ہوا ہے۔ اگر میری آرمی کا ایک سپاہی مرتا ہے تو مجھے بتائیں وہ تو اپنی duty کر رہا ہے۔ اگر آرمی نے کوئی غلط فیصلہ لیا ہے کیا اُس میں سپاہی کی غلطی تھی؟ میں آج اس فورم پر کھڑے ہو کے کہتی ہوں۔ بلوچستان کی حد تک جتنے فیصلے ہوتے ہیں مجھے تو onboard نہیں لیا گیا۔ تو جب میں یہ کہہ رہی ہوں تو اُس فوج کے سپاہی کی بھی اتنی ہی contribution ہے اپنی فوج کے فیصلوں میں جتنی میری اس وقت سیاست میں ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم! ٹائم کا خیال رکھیں پلیز۔

محترمہ شاہدہ رؤف: تو یہ سمجھنا پڑے گا ہمیں کہ ان لوگوں کونشانہ بنا کے وہ کوئی اہم کام نہیں کر رہے ہیں۔اور فوج کو بھی سوچنا پڑے گا اس بارے میں اور اس پر اپنی ساری چیزوں کو review کرنا پڑے گا۔ بیشک ہماری سیکورٹی کے لیے ہیں کہ کہاں کہاں اُن کے اندر loops ہیں جن کو cover کیا جا سکتا ہے۔اچھا کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کے سر! دو طریقے ہوتے ہیں۔ایک ہوتا ہے short term اور ایک ہوتا ہے long term اس کا solution۔ہم سب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں یہ پتہ ہوتا ہے کہ ہم دو دن میں کوئی فوری طور پر حل نکالیں مسئلے کو زیادہ سے زیادہ اپنا ووٹ بینک ہم نے اگلی دفعہ کے لیے بچانا ہوتا ہے۔تو خدارا اب یہ ٹائم آ چکا ہے کہ ہمیں اپنے صوبے کے لیے long term solutions ڈھونڈنے پڑیں گے۔اُس کے لیے سب stakeholders کو بٹھانا پڑے گا اُن کو onboard لینا پڑے گا اُن کو سننا پڑے گا لوگوں کو نوکریاں بھی دینی پڑیں گی بچوں کو ایجوکیشن بھی دینی پڑے گی لوگوں کو علاج معالجہ بھی دینا پڑے گا۔آپ مجھے یہ بتا دیجیے کہ جتنے فنڈز اب تک ہمارے صوبے کو مل چکے ہیں کیا اُن کو ہم اپنے لوگوں تک پہنچا چکے ہیں؟ بڑی معذرت کے ساتھ ،نہیں، جب نہیں ہم اپنے حصے کا ہی کام نہیں کر سکے تو ہم کسی کو کیا blame کریں گے۔تو kindly ہم پھر آپ کو ایک دفعہ اس فورم سے یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور گورنمنٹ کے ساتھ اپوزیشن اس صوبے کی بہتری کے لیے اس ملک کی بقا کے لیے پہلے بھی تھی آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

جناب اسپیکر: Thank you madam.ponit noted. ہوگا۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں صرف یہ کہوں گی کہ سی ایم صاحب اپنے ہر فیصلے کے اندر لوگوں کو ساتھ لے کے چلیں۔thank you.

جناب اسپیکر: Thank you very much. جناب یونس عزیز زہری صاحب۔جی

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا۔

جناب اسپیکر: There is a long list۔جی

قائد حزب اختلاف: time shot سی ایم صاحب کو بھی سننا ہے۔

جناب اسپیکر: next go to tomorrow۔جی

قائد حزب اختلاف: آپ نے کل بات کی ہے گیلا صاحب۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ یونس عزیز صاحب just told him سب آپ سن لیں میری بات۔سر! میری گزارش سنیں ایک منٹ میری گزارش سنیں، سنیں ناں آپ تو سنتے نہیں ہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔جن لوگوں کے نام کل آئے تھے

کل سیشن کے دوران وہ اُن کو first priority جا رہی تھی پھر میں نے invite کیا کہ جنہوں نے اس موضوع کے اُوپر بولنا ہے وہ اپنی پرچی بھجوائیں میرے پاس جیسے ہی پرچی آتی گئی اُس کے مطابق نام نوٹ کرتے گئے ہیں اور میں اُسی سیریل میں چل رہا ہوں جس جس کی باری آرہی ہے اُس کو بولنے دے رہا ہوں۔

جناب قائد ایوان: سر! میں ایک ریکوئسٹ کرلوں؟

جناب اسپیکر: آپ کی باری آئے گی تو آپ کو time ملے گا۔

جناب قائد ایوان: آنریبل اسپیکر! میں آپ سے کچھ ریکوئسٹ کرلوں؟

جناب اسپیکر: جی جی سر!

جناب قائد ایوان: سر! میری ریکوئسٹ یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر کو second last speaker ہونا چاہیے اور مجھے last۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کرکے۔

جناب قائد ایوان: میری گزارش سن لیں۔ اگر جو دوست رہ گئے ہیں وہ یا تو پھر کل پر لے جائیں یا پھر صبر کرلیں ہم بات کرلیتے ہیں۔ بس ٹھیک ہوگا۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔

جناب قائد ایوان: سر! پھر کل کرلیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائد ایوان: کل کرلیں پھر اس کا تو جب نہیں مانتے تو پھر کیا۔

جناب اسپیکر: کیسے ایک منٹ hello order please order in the house یونس عزیز صاحب بیٹھ جائیں please مہربانی ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ just one by one کیا کرنا چاہیے۔ میں کہہ رہا ہوں list کے مطابق چلیں گئے آپ کا نام list میں نہیں تھا ابھی آپ نے پرچی بھجوائی ہے۔

میر عاصم کرد گیلو (وزیر مال): اسپیکر صاحب! کل ہم نے لکھوا دیا تھا۔

جناب اسپیکر: کس کو؟

وزیر مال: یہ آپ کے سیکرٹری کو آپ کو ہاؤس میں لکھوا دیا تھا ساروں کو بولنے کی اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں لکھا ہوا ہے یونس عزیز۔

وزیر مال: ابھی آپ officially ہو کر ایک list آئی ہے آپ بات کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کی باری آئے گی ہم آپ کو بولنے دینگے۔ سر! پلیز تشریف رکھیں۔ جی یونس عزیز زہری صاحب

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! میں مختصر کرلیتا ہوں کیونکہ ٹائم بھی شارٹ ہے اور آپ نے لمبی لمبی تقریریں سب کو دے دیئے۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ ہمارے دوستوں نے جو قرارداد پیش کی تھی اور ٹریژی بنچز سے بھی جو قرارداد آئی تھی۔ میں اُسکی بھرپور حمایت کرتا ہوں 25,26 تاریخ کو جو بھی ہوا ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں اپنی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے مَیں اُنکی مذمت کرتا ہوں اور مذمت کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ یہ ایوان جو بھی فیصلہ کرے گا ہم ساتھ ہیں۔ اور میں تمام دوستوں سے معذرت چاہتا ہوں اگر جن جن کو ٹائم نہیں ملا ہے۔ باقی اپنے دوستوں کی طرف سے اگر معذرت کرلیتے ہیں تو میں مختصر یہ کہوں گا سب کے views آ گئے اسمیں کوئی competition نہیں ہے کہ مَیں نے بات کی ہے فلاں نے نہیں کی ہے۔ ہم سب پاکستانی ہیں سب نے یہاں حلف لیا ہے۔ میں اسی کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok thank you یونس عزیز زہری صاحب meaningful۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! مَیں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! ہمارے تین میڈیکل کالجز ہیں لورلائی، خضدار اور تربت۔ چار مہینوں سے انکی تنخواہیں بند ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب سے میری ریکوئسٹ ہے، ظہور صاحب کو بھی معلوم ہے، کل سے وہ strike پر جا رہے ہیں۔ میں آپ سے ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ اُنکی تنخواہوں کو ریلیز کریں سر! مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔ جناب لیڈر آف دی ہاؤس۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائد ایوان: شکریہ۔ مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر: آپ Please, please order in the House. Just a minute sir. میر صاحب! اگر آپ، میرے پاس لسٹ پڑی ہے اگر آپ سب سی ایم صاحب کو بولنے کا موقع دیتے ہیں تو وہ last speech ہوگی۔ نہیں تو پھر کوئی اس میں کوئی بحث کی بات نہیں ہے۔ ہم اِس سیشن کو دو گھنٹے مزید بھی چلا سکتے ہیں۔ آپ نے بولنا ہے؟

وزیر مال: یہ اہم قرارداد ہے۔ اسکے لیے آپ نے ایک ایک کو پانچ پانچ منٹ دے دیئے۔

جناب اسپیکر: آپ نے بولنا ہے اس کے اوپر؟

وزیر مال: ہاں دو منٹ جناب اسپیکر صاحب! معذرت کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: جی میر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ok, ok please take your seats.

جی صمد گورگیج صاحب! ok ok please میر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال: مجھے آپ نے فلور دے دیا پھر بولتے ہیں بیٹھیں۔

جناب اسپیکر: آپ کی باری آئے گی کیا کریں اس کو پھر وہ بھی ممبر ہے آپ سے پہلے اُسکا نام آیا ہے۔

وزیر مال: جناب اسپیکر! ایسا نہیں چلے گا۔

جناب اسپیکر: تو آپ کیسے کریں گے۔نہیں تو آپ چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہم آپ کو priorioty دیں؟

وزیر مال: ہاں میں بولوں گا۔

جناب اسپیکر: کیا وجہ؟

وزیر مال: وجہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی خاص وجہ؟ دیکھیں! سیریل نمبر پر نام آئے ہیں اسکے مطابق چلیں گے ایسے کیسے ہوگا؟ سی ایم صاحب کو باری نہیں مل رہی ہے تو آپ کو کیسے ملے گی۔

وزیر مال: آپ کسی کو اُٹھاتے ہیں کسی کو بٹھاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: برکت رند نے آپ سے پہلے پرچی بھجوائی ہے وہ بیٹھا ہوا ہے آپ کو پھر کیسے نمبر دیں گے؟

وزیر مال: آپ کیسی باتیں کررہے ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا کریں آپ بتائیں؟

وزیر مال: یہ ہاؤس ہے۔ہاؤس کو ہاؤس کے طریقے سے چلائیں۔

جناب اسپیکر: کیسے چلائیں آپ بتائیں طریقہ کیسے ہوگا اُسکا۔ایک منٹ just a minute hold on. میری گزارش سنیں آپ بتادیں کیا کریں ہم؟

وزیر مال: آپ ہر ممبر کو پانچ پانچ منٹ ٹائم دے دیں۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: excuse me, hello please جی just a minute Younas Sahib. just a minute برکت رند آپ بیٹھیں ایک منٹ۔صمد گورگیج آپ بیٹھ جائیں۔ order in the House. یونس بھائی! ایک منٹ میں ایک گزارش کروں گا میر عاصم گیلو صاحب سے۔۔۔(مداخلت۔شور)

وزیر مال: آپ لوگوں نے دو گھنٹے تو ماشکیل کا ذکر کرتے رہے اُدھر آپ لوگوں کو خیال نہیں آیا۔آپ نے صحبت پور کا ذکر کیا۔

جناب اسپیکر: پلیز بیٹھیں۔

وزیر مال: آپ نے ہمارے پرائم منسٹر کے بارے میں غلط بیانی کی۔ وہ ممبر کہہ رہا ہے کہ اگرچہ پرائم منسٹر نے سارے دیئے ہیں آپ کیسی بات کرتے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: بیٹھیں بیٹھیں۔ یہاں نہیں دیکھیں میری بات سنیں۔

وزیر مال: بات کرتے ہیں۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: اِدھر اُدھر آپ چیئر کو ایڈریس کریں پلیز۔ میر عاصم صاحب! آپ کو حق ہے بولنے کا۔ برکت رند صاحب! please occupy your seat۔۔۔(مداخلت۔شور) میڈم! آپ بیٹھ جائیں ہمیں بات کرنے دیں۔ سنیں میر صاحب۔

جناب قائد ایوان: Honourable Speaker

جناب اسپیکر: دیکھیں رولز کے مطابق چلے گا آپ کو حق ہے بولنے کا ہم آپ کو ٹائم دیں گے چاہے ہمیں رات کو 12 بجے تک بیٹھنا پڑے ہم آپ کو بولنے کا موقع دیں گے۔ لیکن آپ کے سیریل کے مطابق جیسے ہی آپ کا نام آئے گا ہم آپ کو موقع دیں گے۔ باقی آپ سب نے اپنا ٹائم چیف منسٹر صاحب کو دینا ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں مَیں نے بولنا ہے بالکل سیشن بیٹھے گا جب آپ کی باری آئے گی آپ بولیں گے انشاء اللہ اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال: ہم بات کر رہے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب قائد ایوان: سر! میری گزارش سن لیں۔

جناب اسپیکر: جی، جی۔

جناب قائد ایوان: میں اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ٹریژری بنچز سے ریکوئسٹ کرتا ہوں اور آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ دو منٹ گیلا جان بات کر لیں اُسکے بعد پھر میں بات کرتا ہوں۔ دو منٹ مجھے مذمت کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: باقی لوگ آپ سب زرک خان! it is ok. گورگیج صاحب ٹھیک ہے؟ سر! آپ بولیں۔

وزیر مال: thank you اسپیکر صاحب! یہ جو قرارداد انہوں نے پیش کی ہے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں 26 اور 27 تاریخ کو جو واقعات ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں میر عاصم کرد گیلو صاحب! آپ ایک ذمہ دار آدمی ہیں آپ منسٹر ہیں آپ کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔

وزیر مال: تعاون کر رہا ہوں آپ چھوڑیں دو لفظ بولنے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں کر رہے ہیں۔لوگ اعتراض کر رہے ہیں۔

وزیر مال: کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے۔

جناب اسپیکر: برکت رند! آپ کو کیا پرابلم ہے؟

وزیر مال: کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: برکت رند! آپ کو کوئی اعتراض ہے؟ صمد گورگیج صاحب کو کوئی اعتراض ہے؟

حاجی برکت علی رند: مجھے اعتراض ہے ہمارا نمبر تھا۔چلیں اب نہیں ہے۔

وزیر مال: نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: بولیں آپ بولیں۔زرک خان آپ بیٹھ جائیں پلیز۔

وزیر مال: thank you۔26 تاریخ کو جو پہلا واقعہ رونما ہوا تھا ہمارے مستونگ سے آگے کھڈ کوچہ کے مقام پر جو ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحب اُسمیں شہید ہوئے تھے۔اور ہمارے ممبر رحمت علی صالح صاحب کے بھائی جو زخمی ہوئے تھے اسکی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔اُس کے بعد 27 تاریخ کو جتنے بھی واقعات ہوئے تھے چاہے گوادر کا ہو، چاہے بیلہ کا ہو، چاہے موسیٰ خیل کا ہو، چاہے بولان کا ہو، جہاں جہاں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان کی بھرپور انداز ہم مذمت کرتے ہیں۔اسپیکر صاحب! ایک زمانہ تھا جو یہاں دہشتگردی کا نام ونشان تک نہیں تھا لوگ آزادی سے گھومتے تھے نہ تو یہاں فرقہ وارانہ دہشتگردی تھی نہ دوسرے تھے۔آزادی سے سرعام نہتے اور بغیر اسلحہ کے لوگ گھومتے تھے۔کچھ سالوں سے بلوچستان میں یہ دہشتگردی کی لہر شروع ہوئی ہے اس نے پورے بلوچستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اس میں ہماری لاء اینڈ فورسز ایجنسیز دن رات کوشاں ہیں کہ اس دہشتگردی کو روکا جائے مَیں ایک دو مثالیں دیتا ہوں اسپیکر صاحب! دشت میں جو واقعہ ہوا مزدور اُدھر گئے تھے جو پتھر کُوٹتے ہیں روڈز پر بچھانے کے لئے اُن بیچاروں کے پاس یہاں سے سوکھی روٹی چادروں میں کندھوں پر لیئے تھے اور تین چار دن کی روٹی وغیرہ اور انکے پاس چھوٹی چھوٹی پانی کی بوتلیں تھیں اُن بیچاوں کو شہید کر دیا گیا۔گوادر میں واقعات ہوئے وہ مزدور لوگ اپنے کام کے سلسلے میں آئے تھے آپ اُن کو کیوں مارتے ہیں ظالم لوگ جو اپنی ایک دیہاڑی کے لئے وہ پنجاب سے اِدھر آتے ہیں ایسے واقعات ہوئے انکو ناجائز قتل کر دیئے گئے ایسے ہزاروں واقعات ہوئے ہیں۔جو یہاں کے حالات کو خراب کرنے کے لئے یہ واقعات کرتے ہیں تا کہ یہاں کے حالات خراب ہو جائیں اور ہمیں موقع ملے کہ ہم کہیں کہ بلوچستان کے حالات خراب ہیں۔اسپیکر صاحب! باقی سارے دوستوں نے اِس پر روشنی ڈالی۔ریکی صاحب، سلیم کھوسہ صاحب نے اس پر تردید کی جو ہمارے پرائم منسٹر صاحب

پراُنہوں نے الزام لگایا کہ ہمارے پرائم منسٹر نے جو اعلانات کیے وہ پورے کیے ہیں۔اسپیکر صاحب! این ایف سی ایوارڈ جو ابھی چل رہا ہے یہ بھی اُن کی اور زرداری صاحب کی بدولت ہوا ہے جو ابھی بلوچستان کو اسکا حصہ دُگنا مل رہا ہے۔ 100%ان میں increase ہوئی ہے۔ایسی کوئی بات نہیں ہے جو گھروں کے لئے اُنہوں نے کچے مکانات جو 2022ء میں بہہ گئے تھے اُن کے لئے بھی 5-5لاکھ روپے کا اعلان کیا تھا۔وہ پیسے بھی پہنچ گئے اور عنقریب اُن لوگوں کو مل جائیں گے۔اسپیکر صاحب! ایسی بات نہیں ہے ہم دہشتگردی کی بالکل صاف الفاظ میں مذمت کرتے ہیں پہلے بھی کرتے رہیں اور ابھی بھی کرتے ہیں۔اور انشاءاللہ بلوچستان واپس اپنے اُس انجام پر آئے گا اور انشاءاللہ بلوچستان امن کا گہوارہ بنے گا۔thank you

جناب اسپیکر: شکریہ منسٹر ریونیو۔جی لیڈر آف دی ہاؤس پلیز۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر! اِس اہم موضوع پر اور یہ جو اندوہناک واقعات بلوچستان میں ہوئے ہیں اپوزیشن اور حکومت کی طرف سے جو مذمت کی قراردادیں آئی ہیں۔ظاہر ہے مذمت کی قرارداد کی حمایت وہ تمام ممبرز نے یکساں ہو کر کے کی ہے۔اِس کا مطلب ہے کہ دہشتگردی کی جو مذمت ہے، دہشتگردی کی جو کارروائیوں کی مذمت ہے، وہ پورے بلوچستان کا sense ہے، because پورے بلوچستان کے نمائندے وہ اس August House میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ہر بلوچستانی اُس دہشتگردی کی مذمت کر رہا ہے جس میں معصوم شہریوں کو بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے جناب اسپیکر! جب بلوچستان میں اِس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو national level پر debate شروع ہو جاتی ہے''کہ بلوچستان کا issue ہے کیا؟''دو school of thoughts ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ سیاسی معاملہ ہے۔اور ایک school of thought کہتا ہے کہ یہ معاملہ سیاسی نہیں ہے یہ purely terrorism ہے۔اب میں آجاتا ہوں کہ جو لوگ terrorism کر رہے ہیں جو لوگ violence کر رہے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ یہ تو دو فریق وہ ہو گئے ہیں وہ خود یہ کہتے ہیں دونوں فریق اپنے arguments دیتے ہیں اُسکے بعد پھر میں اُس پر آؤنگا جو لڑ رہا ہے وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ میں deprived ہوں اس لئے لڑ رہا ہوں۔وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ میرے پاس سڑک نہیں ہے میں اِس لئے لڑ رہا ہوں جو خود لڑ رہا ہے اور جس نے violence کا راستہ اپنایا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں purel اِس بنیاد پر لڑ رہا ہوں کہ بلوچ identity پر میں خدانخواستہ پاکستان کو توڑ کر کیک کی طرح کاٹ کر ایک آزاد بلوچستان کی ریاست کی بنیاد رکھوں گا۔اب ماضی میں پاکستان کے ساتھ کیونکہ یہ ہو چکا ہے۔ایک طرف ایک terrorist force بنائی گئی 1970ء میں اور دوسری طرف اُس کی political حمایت تھی جو legitimate voices تھیں اُن کو create کیا گیا اور پھر later on آپ نے دیکھا کہ 16 دسمبر 1971ء کو پاکستان کو دولخت کیا گیا۔آج پاکستان

کا وہ دُشمن جو اُسی pattern پر چلتے ہوئے وہی کام کرنا چاہتا ہے پاکستان کو ایک بار پھر توڑنا چاہتا ہے۔ اور بیچ میں اُس نے جو راستہ چنا وہ violence کا راستہ چنا۔ تو جناب اسپیکر! اب میں آجاتا ہوں اُن دو باتوں پر کہ دو arguments یا دو school of thoughts ہیں ایک school of thought یہ ہے جس پر ہمارے بہت سارے دوست convinced ہیں کہ معاملات مذاکرات سے حل کیے جائیں۔ بہت ہی اچھی بات ہے کتنی ideal situation ہو کہ مذاکرت ہوں اور مذاکرات کے نتیجے میں بلوچستان میں امن ہوجائے۔ لیکن جناب اسپیکر! جو لوگ insurgency اور اس movement کو پڑھتے ہیں اور جو theory ہے اُسمیں جو لوگوں نے اب document کرنا شروع کر دی ہے۔ کسی کو صحیح لگے یا غلط post world war-II جتنی بھی دُنیا میں insurgencies ہوئی ہیں اُن کی جو study ہوئی ہے اُسمیں 36 cases اں insurgenc y جیتے 38 cases اسٹیٹ جیتی۔ اور دونوں صورتوں میں مذاکرات تب ہوئے جب battlefield پر فیصلہ ہوا۔ اِس کا فیصلہ کسی کو اچھا لگے برا ہونا battlefield میں ہے۔ ہم مذکرات کے حامی ہیں Constitution of Pakistan کے اندر رہتے ہوئے مذاکرات کا آپ بار بار کہہ رہے ہیں۔ کر کون رہا ہے آپ سے مذاکرات؟ اگر یہ political مسئلہ ہے تو بالکل جائز تجویز ہے خیر جان بلوچ صاحب کی بھی اور باقی دوستوں کی بھی کہ APCs بلائیں اُس پر بیٹھیں سیاسی مسئلہ حل کر لیں۔ سیاسی مسئلہ بلوچستان کا کیا ہے؟ honestly speaking سیاسی مسئلہ بلوچستان کا یہ ہے۔ elections پر اعتراضات ہیں یہ کیا پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ الیکشن پر اعتراض ہے؟ جب سے بلوچستان میں elections ہو رہے ہیں تب سے کسی نہ کسی جماعت کو کسی کو کم کسی کو زیادہ اور جو کہ نہیں ہونی چاہیے۔ engineered election نہیں ہونے چاہئیں لیکن یہاں یہ الزامات آج کسی اور پر لگ رہے ہیں۔ یہ الزامات کل کسی اور پر لگ رہے تھے اور یہ talk of the town تھی کہ ایک زمانے میں کسی پولیٹیکل جماعت کا نام لینا مناسب نہیں ہے ایک جماعت سے کہا جاتا تھا کہ خلکوں کی موجودگی میں آپ کو خضدار میں کھڑے کر دیتے تو آپ کے اپنے candidate جیت جاتے۔ کیا ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئٹہ، نوشکی، چاغی سے لیکر یہاں تک بلوچ belt پر ایک پشتون ایم این اے تھے؟ تو یہ ساری چیزیں تاریخ کا حصہ ہیں۔ سیاسی معاملات تو یہ ہوسکتے ہیں اِس پر debate کی جاسکتی ہے آل پارٹیز کانفرنس بلائی جاسکتی ہے۔ بار بار اِس پر دونوں point of view کو سُنا جاسکتا ہے۔ کوئی اُس کا بہتر solution نکلا جاسکتا ہے۔ جناب اسپیکر! confusion کہاں ہے؟ جناب اسپیکر! confusion اِس پوائنٹ پر ہے کہ جو لوگ violence کا راستہ اختیار کر گئے، whatever the reasons was آج تو reason یہ ہے کہ یہ unparalleled development کی وجہ سے نہیں ہے because وہ خود ہی کہتے ہیں کہ

امن unparalleled development کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے۔ confusion یہاں ہے کہ وہ بلوچ نوجوان یا بلوچستان کا وہ رہنے والا سوسائٹی کا رہنے والا آدمی جو رہتا ہے یہاں ہے جو ہمارے constitution کے اندر benefits بھی لے رہا ہے اور اُس کی جو disintegration ہے towards State, that is the challenge. اُس کو ہم confuse کر رہے ہیں dialogue کے ساتھ اور violence کے ساتھ۔ وہ درمیان میں کہیں پر ہیں بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ اسٹیٹ سے گورنمنٹ کے bad governance کی وجہ سے یا گورنمنٹ کی bad practices کی وجہ سے جو بھی گورنمنٹس گزری ہیں یا آج کی گورنمنٹ ہے اُس کی وجہ سے نوجوان وہ اسٹیٹ سے زیادہ disintegrate ہوئے ہیں۔ صرف یہ reason نہیں ہے دو اور reasons ہیں اُس میں۔ ایک reason وہ یہ social maneuver ہے جو آپ کو نظر آتا ہے streets میں۔ بظاہر کہا جاتا ہے بڑی آسانی سے کہ پرامن لوگ ہیں۔ احتجاج کرلیں کونسا بڑا مسئلہ ہو جائے گا؟ right to protest, right to assemble یہ ہر citizen کو حاصل ہے۔ اور اُس کو پھر ہمارے دوست سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل جائز بات ہے۔ جناب اسپیکر! کیا ہم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو پاکستان کا جھنڈا جہاں لگا ہوتا ہے وہ اپنے جلوس کے دوران اُس جھنڈے کو اُتار کر جلاتے ہیں اور اُس کی جگہ پر so called آزاد بلوچستان کا جھنڈا لہراتے ہیں؟ کیا آپ سب لوگوں نے نہیں دیکھا کہ وہ جو so called national anthem ایک بلوچ separatist یہ کہتا ہے کہ جب میں خدانخواستہ پاکستان کو آزاد کرلوں گا تو یہ میرا national anthem ہوگا۔ تو اُس national anthem پر سینے پر ہاتھ رکھ کہ اپنی تقریبات کا آغاز کیا جاتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک بلوچی سوگند کے نام سے جس طرح ہم یہاں oath لیتے ہیں پاکستان سے وفاداری کا وہ نہیں کہتے ہیں کہ جب تک بلوچستان آزاد نہیں ہوگا خدانخواستہ تب تک ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ تو یہ کہاں سے پرامن ہوگئے؟ کیا یہ Constitution of Pakistan اِن سارے اعمال کی جن کا میں ذکر کروں اجازت دیتا ہے؟ constitution کی ایک شق اُسکی بار بار repetation کی جاتی ہے کہ جی right to assemble ہے۔ کیا اُس کو آرگنائز کرنے کا حق اسٹیٹ کے پاس اُسی constitution نے نہیں دیا؟ کیا constitution نے ہمارے laws نے اجازت دی ہے کہ ہمارے national flag کے ساتھ یہ کام کیا جائے؟ کیا ہمارا constitution ہمارے laws یہ اجازت دیتے ہیں کہ آپ independent بلوچستان کی بات پاکستان کی گلیوں میں کریں؟ تو آپ اِس کو understand کریں یہ ایک reason ہے نوجوان کو دُور کرنے کا۔ پھر ایک اور reason ہے سوشل میڈیا۔ جناب اسپیکر! دُنیا میں کہیں پر سوشل میڈیا کا اس طرح استعمال نہیں ہوتا جس طرح ہم کرتے ہیں۔ آپ آج artificial intelligence کے

ذریعے آپ میں سے کوئی بھی نہیں نکلے گا اپنے انٹرنیٹ میں جونہی آپ جائیں گے صرف آپ اس میں دیکھیں گے کہ separatists لوگ جو دہشتگرد ہیں اُن کی ٹک ٹاکس چل رہی ہوتی ہیں یہ کون سا طریقہ کار ہے کہ ایک عام بچہ جونہی نکالتا ہے اُسمیں سب سے پہلے اس کے پاس وہی آجاتا ہے۔ تو that means کہ There are an organised plan پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے۔ جس کے تین tones ہیں۔ اور تینوں کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جارہا ہے۔ اب ہمارے ہاں یہ جو confusion پائی جاتی ہے، confusion بھی created ہے۔ میں کسی کی intention کی بات نہیں کرتا۔ میں کسی جماعت کی Intention کی بات نہیں کرتا۔ جب آپ نے Constitution of Pakistan کے تحت اپنی جماعت کو رجسٹرڈ کر لیا، کسی نے بھی کسی بھی جماعت کو intentions میں تو شک نہیں ہے understanding پر تھوڑا سا شک ہے کہ جب ہم یہ بات کرتے ہیں violence کو جوڑ دیتے ہیں rights کے ساتھ اور پھر ایک پیغام اس طرح کا پورے پاکستان میں دے دیتے ہیں۔ پاکستان کے پالیسی میکرز کو confuse کرتے ہیں کہ یہ جو لڑائی ہے اس کا rights سے کوئی لینا دینا ہے۔ اس کا deprivation سے کوئی لینا دینا ہے۔ اس کا development unparallel سے کوئی لینا دینا ہے۔ unparallel development پورے پاکستان کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! وہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے بلوچستان کے resources پر یا بلوچستان کے ساتھ جو governance کی ہم نے مثالیں قائم کی ہیں، اس کا مجرم اور کون ہے، ہمارے علاوہ جناب اسپیکر! آج صبح میں نے جب بریفنگ لی ایک issue پر ایک مہربان نے مجھے text message کیا eight hundred and forty six individuals صرف صرف ہم نے سی ایم ہاؤس میں بھرتی کیئے۔ جناب اسپیکر! 846 ۔ کیا اس سائز کی ہمیں ضرورت تھی ایک سی ایم ہاؤس چلانے کے لیے؟ تو یہ وہ bad governance کی practices ہیں جو ہم 70 سالوں سے پاس کرتے آرہے ہیں۔ کوئی لاہور کا پنجابی نہیں کر رہا ہم کر رہے ہیں۔ تو ہمیں اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ مَیں ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب کی اس بات سے 200 فیصد متفق ہوں کہ گورننس وہ راستہ ہے جو نوجوانوں کو واپس اسٹیٹ کی طرف لے کر آئے گا۔ اور اُسکے لیے ہم 65 لوگوں نے سب سے پہلے قربانی دینی ہے۔ اِن 65 لوگوں نے سنجیدہ لوگوں نے ہمارے ہاتھ مضبوط کرنے ہیں کہ ہم اس ٹرانسفرز پوسٹنگ کے جھگڑے میں کب تک پڑے رہیں گے؟ کیا جو ایک بندہ سروس میں آیا ہے 19 گریڈ میں وہ کوئی بھی ہے وہ کسی بھی ضلع میں جا کے ڈپٹی کمشنر نہیں بن سکتا جب تک میں اُس کو choose نہ کروں؟ تو یہ جو bad practises ہیں یہ کون کر رہا ہے؟ ہم لوگ کر رہے ہیں Let's be honest with at least with ourselves. تو ہمیں اس پر کم سے کم اُس کے بعد پھر اس confusion کو آگے لے جایا جاتا ہے کہ جب

سیکورٹی فورسز آپریشن کے لیے جاتی ہیں جب سیکورٹی فورسز چیکنگ کے لیے جاتی ہیں تو کیا اس بلوچستان میں پروپیگنڈا ٹول کے ذریعے ہماری ایف سی کی چیک پوسٹیں ختم نہیں کی گئیں اگر ایف سی کی چیک پوسٹ میں کوئی سپاہی کھڑا ہے۔ وہ اگر بدتمیزی کر رہا ہے یا وہ mishandle کر رہا ہے mismanage کر رہا ہے تو کیا چیک پوسٹیں ختم کر دیں یا اس کو ٹھیک کر لیں اس کی ٹریننگ بہتر کر لیں؟ ہم نے دیکھا کہ آپ insurgents کے اوپر کتابیں ٹیڑھی لکھی ہوئی ہیں۔ ہم بیٹھ کے بس sweeping statements دے دیتے ہیں۔ اور ان sweeping statements کے پیچھے نہ کچھ پڑھتے ہیں نہ آگے کچھ پڑھتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ insurgency یا separatist movement کامیاب کس طرح ہوتی ہے؟ جناب اسپیکر! تین چیزیں ہیں۔ نمبر1 کہ انکی جو recruitment ہے وہ چلتی رہے۔ نمبر2 کہ جو supplier chain ہے وہ چلتا رہے۔ نمبر3 and most important thing is کہ جو فورس اُسکو کاؤنٹر کر رہی ہے اُسکے aganist legitimate voices سے جو کہ اس constitution کے اندر رہ کر voices ہیں اُسکو بدنام کر دیں اس کو اس حد تک blame کر دیں کہ سوسائٹی میں اُسکی جو acceptability ہے یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ theories کہہ رہی ہیں۔ اب آپ دیکھیں اس کیس میں بھی for last many years کیا ہم نے یہ کام نہیں کیے کہ یہ تینوں کام ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ پھر اس کا کاؤنٹر کیا ہے۔ دو مختلف کاؤنٹرز ہیں دو مختلف prone ہیں ایک وہ ہے جو terrorist ہیں۔ ان کو terrorists کو handle کرنے کے لیے کیا ان معصوم لوگوں کو جنہوں نے شہید کیا اس سے کیا مذاکرات کریں گے ریکی صاحب؟ کیا کہیں گے آپ اس کو جا کے ان کو سروں پر گولی ماری ہے۔ آئندہ سر پہ نہ مارنا سینے پر مارنا۔ کیا وہ آپ کی بات پر آ کے انکی قتل و غارت چھوڑ دیں گے وہ تو کہتے ہیں ہم سے مذاکرات تب کریں کہ جب یہ conceive کر لیں جب یہ مان لیں کہ میں نے بلوچستان کو ایک آزاد ریاست بنا لیا ہے۔ اس کے بعد آ کے میرے ساتھ ڈائیلاگ کریں کہ کیا کرنا ہے؟ فورسز کا withdrawl کس طرح ہوگا۔ resources کا withdrawl کس طرح ہوگا۔ کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟ جناب اسپیکر! کم سے کم ہم تو تیار نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! یہ پاکستان بلوچوں کو جو rights پاکستان کے اندر ملے ہیں آج تک کیا ایک بلوچ صدر مملکت نہیں ہے اس ملک کا؟ تو بلوچ کو rise کرنے کے لیے اور کیا چاہیے۔ Constitution of Pakistan نے بلوچ کو وہ سارے rights دیئے۔ کیا جناب اسپیکر! یہ جو province بنا وہ کسی عام struggle سے بنا؟ وہ Constitution of Pakistan نے ہم کو دیا تھا۔ پارلیمنٹ نے اُنکو دیا تھا۔ کیا 18th amendment کی صورت میں ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب تشریف رکھتے ہیں، سابقہ ریکارڈز اس اسمبلی کے آپ نکال لیں؟ کیا ہماری بلوچ قوم پرست جماعتیں بھی اِتنی demand کرتی تھیں کہ

جتنی ہم کو powers مل گئیں؟ نہیں جناب اسپیکر! نہیں۔ اس کے باوجود 18th amendment کی صورت میں اب ہر چیز ہمارے پاس آ گئی ہے۔ ہمیں ایک provincial autonomy ملی ہے resources تو پورے پاکستان کے کم ہیں۔ کیا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِن resources میں، میں 200 فیصد agree کرتا ہوں کہ 200 ارب سے پورے بلوچستان کی ڈیولپمنٹ ممکن نہیں ہے۔ آپ نے اپنی resources generation میں کیا کیا وہ کام تو اب آپ کا ہے۔ تو اس governance کے چیلنج کو separatists کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہیے دہشتگرد کو دہشتگرد کہنا چاہیے۔ ہماری صرف ایک request ہے کہ آپ terrorist کو terrorist کہہ دیں اُسکو treat کرنے دیں جس طرح وہ کرنا ہے۔ ہاں باقی جو لوگ ہیں یونیورسٹیز ہیں، کالجز ہیں، یوتھ ہیں۔ یوتھ کے empowerment کے لیے یوتھ پالیسی پہلی دفعہ آپ کی حکومت لے کر آئی۔ نوکریاں بیچنے کا سلسلہ آپ کی حکومت نے روکا ہے۔ merit پر نوکریاں دینے کا سلسلہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں جناب سپیکر! ہم نے کیا نکالا ہے اُس کا حل کہ کس طریقے سے اس نوکری کی شفافیت کو بحال کیا جائے؟ اُس کا حل صرف ایک ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کہ ہم نے میٹرک انٹر اور گریجویشن تینوں کے نمبر ملا دیئے جس کے نمبر یونین کونسل میں زیادہ ہے۔ پڑھانا اُس نے الف انار، ب بکری ہے۔ تو اُسکے لیے کون سا interview چاہیے؟ اُس کے لیے کون سا ٹیسٹ چاہیے تھا کہ ہم SBK سے ٹیسٹ کرائیں۔ NTS سے ٹیسٹ لے کر آئیں۔ وہ جائیں یونین کونسل level پر جا کے پڑھانا شروع کر دیں۔ source بیچ کے machanism کو نکال کے merit کو prevail کرنا اور کس کو کہتے ہیں؟ اسی کو کہتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! جہاں سے governance improve کرنی ہے وہاں terrorist کو terrorist کہنا پڑے گا۔ کیا فرق پڑتا کہ اس دونوں مذمتی قرارداد جو دو علیحدہ علیحدہ مذمتی قراردادیں آئی ہیں اِسمیں سے BLA کا لفظ نکالنے کی نوبت کیوں پیش آئی؟ This is the conclusion. کیا یہ حملہ BLA نے نہیں کیا؟ کیا BLA اُس کا نام ہی ہے Baloch Liberation Army. وہ بات ہی آزادی کی کر رہی ہے۔ تو کیا ہم یہاں اس ایوان میں بیٹھ کے یا تو آپ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے آزاد بلوچستان کی طرف جانا ہے۔ تو اُدھر جا کے سائیڈ لے جائیں۔ ہم تو intact پاکستان کی بات کریں ہم تو فیڈریشن کی بات کر رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ بلوچ کے ایک طرف persians اور دوسری طرف اگر خدانخواستہ یہ بلوچستان آزاد کریں گے۔ بات کرتے ہیں، تو ایک ایسی اسٹیٹ جو پچھلے 70 سال سے de-estabilised ہے۔ ایسے میں بلوچ کا یہاں گزارا کیسے ہونا ہے؟ پھر یہ فیصلہ عام بلوچ کریں کہ میں بلوچ کی بچی کو PHD کے لیے انگلینڈ بھجوار ہا ہوں۔ میں عام بلوچ کی بچی کو Howard بھجوار ہا ہوں۔ اور آپ ایک عام بلوچ بچی کو جو law کر رہی ہے اُسکو ایک suicide jacket پہنا رہے ہو۔ تو یہ بچی بہتر کام کر رہی ہے یا ہم بہتر کام کر رہے

ہیں۔اب یہ فیصلہ بلوچ کو کرنا پڑے گا۔ youth کو کرنا پڑے گا۔ کہ آپ پروپیگنڈہ کرکے، جھوٹے پروپیگنڈہ کرکے، ریاست کے خلاف منظّم سازش کرکے آپ پورے بلوچستان کو polute کر رہے ہیں۔آپ بلوچستان کے نوجوانوں کو violence کی طرف لے کے جا رہے ہیں۔اور بلوچستان کے لوگوں کو اُس دُھول میں جھونک رہے ہیں اُس آگ میں جھونک رہے ہیں جس کا end اور result ہی کوئی نہیں ہے۔آخر destination کیا ہے؟ destination آزاد بلوچستان نہیں ہے۔بلوچستان آزاد نہیں ہوسکتا نہ ٹوٹ سکتا ہے یہ پاکستان تا قیامت رہنے کیلئے ہے۔تو جب آپ یہ کام کررہے ہیں۔ violence کے ذریعے اِسکو توڑا نہیں جاسکتا۔تو میری یہ گزارش ہوگی اپوزیشن سے بھی حکومت سے بھی۔میں بار بار فلور آف دی ہاؤس پر کہہ رہا ہوں کہ آپ کہہ رہے ہیں فیڈریشن اختیار دے۔بھئی وہ بار بار کہتے ہیں کہ مذاکرات کا اختیار ہے۔کس سے کریں مذاکرات؟ مذاکرات کا اب فرض کریں ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب تشریف رکھتے ہیں اِس لئے میں اُنکا بار بار ذکر کررہا ہوں۔اُنہوں نے اپنے ٹائم پر ایک initiative لیا تھا۔براہمداغ بگٹی صاحب کے ساتھ مذاکرات کا ایک دور چلا تھا۔کیا براہمداغ بگٹی صاحب کے واپس آجانے سے یہ مارا ماری بلوچستان میں ختم ہوجائیگی؟ وہ تو prove ہوگیا۔کہ 26 اگست کو ڈیرہ بگٹی میں ایک پٹاخہ بھی نہیں پھٹا۔باقی بلوچستان میں دہشتگردی کے واقعات ہوئے۔تو آج یہ insurgency یا یہ جو separatists movements ہیں کسی ایک آدمی کے پاس تو ہیں نہیں کہ جائیں اُس سے بات کرلیں اور مسئلہ حل ہوجائے۔ different groups ہیں۔ different اُن کے heads ہیں۔آئیڈیالوجی same ہے۔نام ہی سب کا ایک ہے۔میں اِن سے کہتا ہوں intelligence driven war.۔کیا یہ intelligence driven war نہیں ہے؟ کیا اِن 65 میں سے کسی ایک کو شک ہے کہ یہ RAW driven war نہیں ہے؟ جس کو شک ہے وہ صبح میرے پاس آئے مَیں اُسکو ساری evidences دیتا ہوں۔یہ solid evidences بھی دیتا ہوں circumstantial evidences بھی دیتا ہوں۔تو کیا RAW driven war کے against ہم اپنی intelligence agencies کے ساتھ کھڑے ہوجائیں یا اُس پروپیگنڈہ کا حصہ بنیں جس سے اُنکو کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؟ ریاست میں کہاں دُنیا کی کس ریاست میں دُنیا کی کسی ریاست میں مجھے بتادیں کہ وہاں اِس طرح کی acceptability separatists کیلئے ہوں کہ وہ ہماری سڑکوں پر آکے separatism کی بات کریں۔دُنیا میں کہیں بتادیں۔اور پھر بلوچ روایات کی بات کی جاتی ہے۔پورے اِس crisis میں جب گوادر میں ایک احتجاج ہورہا تھا۔ What was our directions ہماری cabinet کی direction یہ تھی ایک بھی بلوچ خاتون کو پکڑا نہ جائے۔جبکہ قانون اور آئین descrimination نہیں کرتا۔قانون کو میں ہاتھ میں لوں بھی وہی سزا ہے ایک خاتون لے بھی وہی سزا ہے۔کیا انگلینڈ میں جو riots ہوئے وہ

ہم سے زیادہ developed country نہیں ہے؟ کیا وہ ہم سے زیادہ democratic نہیں ہیں۔ وہاں descrimination رکھی گئی کہ خاتون کو کسی اور طریقے سے اور مرد کو کسی اور طریقے سے treat کریں گے۔ تو ہم نے اُس کے باوجود یہ کہا کہ کسی خاتون کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ برعکس وہ عورت کو ایک shield بناتی ہے۔ کاش! مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب اُس بشیر بلوچ کا بھی ذکر کرتے۔ کاش! یہ اسمبلی اُس بشیر بلوچ کا بھی ذکر کرتی جس کو سر پر پتھر مار مار کر شہید کیا گیا یقیناً جناب اسپیکر! وہ اُن کے ساتھ بلوچی بول رہا ہوگا۔ بیدردی کے ساتھ اُس کو شہید کیا گیا۔ اُس کی مذمت کون کرے گا؟ پھر یہ کہاں سے پُر امن ہو گئے؟ جناب اسپیکر! جب بلوچستان میں حالات خراب ہوں گے ہم debates شروع کر دیتے ہیں۔ پھر اُس debates میں ایک confusion شروع کر دیتے ہیں۔ تو میری یہ بالکل تجویز دُرست ہے کہ ہم APC بھی بُلائیں گے۔ اِن کیمرہ بریفنگ کی کوئی بات کر رہا ہے ہم اِن کیمرہ بریفنگ بھی کریں گے۔ terrorists کو علیحدہ treat کریں گے۔ اپنے نوجوان کو علیحدہ treat کریں گے۔ youth کو engage کریں گے بار بار اُنکے پاس جائیں گے۔ ہم نہیں کہہ رہے ہیں پہلے دن سے کہ ہم دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیں گے۔ ہم گورننس improve کرنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ اُس میں مجھے آپ سب لوگوں کی مدد درکار ہے۔ اگر آپ بھرپور مدد کریں گے تو ذرا جلدی ہو جائے گا۔ ورنہ شاید ہم direction تو set کر لیں۔ ہم سے آنے والے اُسکو اور improve کر لیں گے۔ تو جناب اسپیکر! میں آخر میں ایک بار پھر اپنی حکومت کی جانب سے بڑا واضح پیغام دینا چاہتا ہوں۔ کہ ethnic division کی کوشش کی گئی اِس دہشتگردی کے واقعات میں آپ کو یاد ہے کہ back in 2016ء اور 2015ء یہاں پشتونوں کو شہید کیا گیا۔ تو کیا وہ بلوچوں نے کیا دہشتگردوں نے کیا۔ تو آج جو پنجابی شہید ہوئے ہیں۔ وہ پاکستانی شہید ہوئے ہیں اور بلوچ نے شہید نہیں کیے دہشتگردوں نے شہید کیے ہیں۔ دہشتگرد کب سے قوم ہو گیا؟ کب سے اُسکا قبیلہ ہو گیا۔ اور پورا پاکستان confused کیوں ہے؟ ہماری وجہ سے confused ہے جناب اسپیکر! کہ ہم نے یہ confusion رکھی ہوئی ہے۔ کہ ہم اُن terrorist کو terrorist کہنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ اب BLA کے نام کو لکھنے کیلئے ہم تیار ہی نہیں ہیں۔ کیا میرا political capital loose ہو رہا ہے تو ہوتا رہے۔ ریاست اہم ہے یا میرا political capital اہم ہے؟ جناب اسپیکر! ریاست کی جو importance ہے وہ اُن ممالک سے پوچھیں جن کے پاس ریاست نہیں ہے۔ آخر میں ایک بار پھر میں تمام دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ جو ہم سے مذاکرات کرنا چاہتے ہین آ کے مذاکرات کر لیں۔ لیکن violence جن لوگوں نے کیا اُنکے against ریاست ضرور جائے گی۔ کسی بڑی ملٹری، اب ایسی خبریں چلا دیتے ہیں کہ جی ملٹری آپریشن۔ ملٹری آپریشن کی اگر ضرورت پڑی بلوچستان میں تو کیوں نا ہو ملٹری آپریشن۔ یہ ملٹری ہم نے کیوں بنائی

ہے؟ لیکن اِس وقت ضرورت نہیں ہے۔ اِس وقت ضرورت ہے IPOs کی۔ اور smark kinetic operations کی۔ کہ وہ شخص، یہ intelligence drive war ہے۔ دوست اور دشمن کا پتہ نہیں چلتا ہے تو ایسے میں intelligence کا role ہے۔ وہ اپنا role play کریں گے۔ ہم writ of the State establish کریں گے۔ گورنمنٹ کی writ establish کریں گے۔ ظاہر ہے جب آپ war zone میں ہیں، conflict zone میں ہیں تو یہ واقعات ہونے ہیں۔ ہم نے واقعات کا تدارک کرنا ہے۔ یہ جو goals جب ہماری intelligence agencies روک لیتی ہیں وہ کسی کو نظر نہیں آتی ہے اور جب ایک ہو جاتا ہے تو وہ سب کو نظر آجاتا ہے۔ جناب اسپیکر! اِس ایوان سے آج کم ازکم یہ پیغام ضرور جارہا ہے کہ پورا بلوچستان اِس consensus پہ ہے کہ دہشتگردی ایک لعنت ہے۔ معصوم لوگوں کی قتل وغارت نہ ہماری روایات میں ہیں نہ ہمارے اَخلاق میں۔ یہ ایک ظلم ہے۔ اور حکومت ظالم کے ساتھ کھڑی نہیں ہوسکتی ریاست ظالم کے ساتھ کھڑی نہیں ہوسکتی۔ ریاست مظلوم کے ساتھ کھڑی ہے اور انشاءاللہ وتعالیٰ ریاست مظلوم کے ساتھ کھڑی رہے گی۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔ اب مَیں ہاؤس کی رائے لوں گا۔ آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔ آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا جو کہ فنانس سے related ہے چونکہ فنانس منسٹر یہاں موجود نہیں ہیں۔ اب اُنکو next session تک ہم defer کریں گے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 6 ستمبر 2024ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 58 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆